۲۶/۲۶

انقلابِ چمنِ دہر کی دیکھی تکمیل
آج قارون بھی کہہ دیتا ہے حاتم کو بخیل
بوحنیفہؒ کو کہے طفلِ دبستاں، جاہل
مہرِ تاباں کو دکھانے لگی مشعل قندیل
شرکِ اسلام کو کہنے لگے اہلِ تثلیث
لوحِ محفوظ کو کہتی ہے محرّف انجیل
سامری موسیٰ عمراں کو کہے جادوگر
شیخ کی کرتے ہیں اسکول کے بچّے تجہیل
شیر اور بھیڑ کی یکجائی پہ حیرت کیا ہو
ایک ہی کانٹے میں تلنے لگے موزون وکیل
صاحبِ طبل و علم نانِ جویں کے محتاج
ٹھوکریں کھاتے جو پھرتے تھے وہ لیتے ہیں خراج

(استاد الادب والفقہ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد اعزاز علی رحمہ اللہ تعالیٰ)

مرویات معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ خَطِيْبًا قَطُّ اَبْلَغَ وَلَا اَفْصَحَ وَلَا اَفْطَنَ مِنْ عَائِشَةَ۔

(مجمع الزوائد ص ۲۴۳ ج ۹)

"حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ سے بڑھ کر کوئی بلیغ، فصیح اور فطین خطیب نہیں دیکھا"

یہ روایت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نقل کی اور فرمایا۔ کہ اس کے راوی صحیح ہیں اس میں حضرت ام المومنین سیدنا عائشہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ کی خطیبانہ اور متکلمانہ عظمت کا ذکر کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ان سے بڑھ کر بلیغ فصیح اور فطین خطیب میں نے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزاج شناس رسول، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں انہوں نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو ان کے گھر میں دین رحمت کی بہاریں سایہ فگن تھیں — آخر وہ وقت آیا کہ وہ حرم نبوی میں پہنچ کر ام المومنین کے لقب گرامی سے مشرف ہوئیں۔ یہ اعزاز و شرف خود رب کائنات کا عطا فرمودہ ہے۔ جیسا کہ سورۂ احزاب میں ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ (یعنی نبی مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے بھی زیادہ دخل دینے کا حق دار ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں) حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ نے کورٹ میں ایک موقعہ پر یہی بات ارشاد فرمائی تھی کہ حضرت عائشہ رضؓ سمیت آپؐ کی تمام بیویاں مسلمانوں کی قرآنی مائیں ہیں —

بہرحال کاشانۂ نبوّت میں تشریف آوری کے بعد نبوّت سے انہیں براہِ راست اکتسابِ فیض کا موقعہ ملا اور یہی وجہ ہے کہ دین کا نصف حصہ ان سے منقول ہے — حضور علیہ السلام پیار سے انہیں "حمیرا" فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ عائشہ رضؓ ہی ہیں جن کے بستر میں مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور انہیں خدا کا سلام آتا ہے — آپ کی ذات مطہرہ پر جب تہمت لگی تو رب کائنات نے اس کی صفائی کے لئے سورۂ نور کی آیتیں نازل فرمائیں اور دامن عائشہ رضؓ کی پاکیزگی کا اظہار فرمایا جو صبح قیامت تک ان کے لئے ایک اعزاز ہے — نبی کریم علیہ السلام نے آخری ایام آپ کے گھر میں گذارے اور اس طرح کہ باقی ازواج مطہرات نے نبوّت کی منشاء کو محسوس کرتے ہوئے بخوشی ایسا کرنے کا حق آپ کو دے دیا۔ اور اپنی باریوں کے معاملہ میں ایثار کا مظاہرہ فرمایا۔ سرورِ کائنات علیہ السلام کے آخری لمحات آپؓ کی گود میں گذرے اور آپؓ کا حجرہ ہی حضور علیہ السلام کا آخری مسکن بنا جو صبح قیامت تک بلا نوشانِ محبت کے روشنی کا مینار رہے گا۔

ان خصوصیات کی بناء پر حضرت عائشہ رضؓ کو وہ امتیازی مقام ملا جس کا ذکر حضرت معاویہ رضی اللہ

جلد ۲۶ ٭ شمارہ ۲۶

۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ ٭ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۰ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم

مولوی محمد اجمل قادری

مدیر

محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	
سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰	
سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰	

بچوں کا اغواء

ایک گھناؤنا فعل

پچھلے دنوں ماڈل ٹاؤن لاہور کے ایک مکین شیخ محمد امین اپنے بارہ سالہ بچے رضوان کو سکوٹر پر بٹھا کر سکول چھوڑنے جا رہے تھے کہ رحمت خان نامی پٹھان نے بیتہ طور پر اپنی کار سے سائیڈ مار کر انہیں گرا لیا اور بچے کو زبردستی کار میں ڈال یہ جا وہ جا۔

اخبارات کے مطابق یہ سب کچھ کاروباری لین دین کا شاخسانہ ہے ـــــ بچے کے والد نے فوری طور پر پولیس کو اطلاع دی، ناکہ بندی کی خبر چھپی لیکن تا دم تحریر بچے کا سراغ نہیں ملا۔ اندازہ ایسا ہوتا ہے کہ رحمت خان اور اس کے رفقاء بچے کو کسی بیگار کیمپ میں لے جا کر ڈال دیں گے اور پھر اس سے وہی سلوک ہوگا جو اس قسم کے کیمپوں میں بچوں سے ہوتا ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس معصوم بچے پر کیا گذرے گی اور وہ اس کش مکش سے کیسے آزاد ہوگا۔

ہمارے یہاں اس قسم کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ اور متعدد علاقوں میں اس قسم کے بیگار کیمپوں کی خبریں بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف مواقع پر چھپ چکی ہیں۔ لیکن اندازہ ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے مردہ ضمیر افراد کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ وہ انجام اور نتائج سے بے پروا ہو کر اس قسم کی حرکات کرتے پھرتے ہیں۔

وہ ممالک اور معاشرے جو مادر پدر آزاد ہیں جہاں مذہب کا کوئی تصور نہیں اور وہ بے قید زندگی کو ہی اپنی معراج سمجھتے ہیں وہاں بھی بچوں کے اغوا کو انتہائی گھناؤنا فعل تصور کیا جاتا ہے اور اس قسم کے افراد کو سنگین اور عبرت ناک سزائیں دی جاتی ہیں اور ہماری محدود معلومات کے مطابق اس طرح کے بیگار کیمپ اور ان میں بچوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کو وہ لوگ اپنے لئے کلنک کا ٹیکہ سمجھتے اور اس قسم کے مجرم ضمیر افراد کا سختی سے محاسبہ کرتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ ہمارا کے

آخری اور سچے دین کے نام لیوا اور خالص نظریاتی مملکت کے باشندے اس قسم کی کمینی حرکات کا کھلے بندوں ارتکاب کرتے ہیں ؟ ہمارے خیال میں اس کی وجہ مذہب کی تعلیم سے بیگانگی اور اسلامی اخلاق و روایات سے عاری ہونا ہے — ہمارے یہاں مذہب کا نام بہت لیا جاتا ہے اور شاید سب سے زیادہ ۔ لیکن جتنا مظلوم مذہب ہے اتنی مظلوم اور کوئی چیز نہیں ! وہ طبقات اور افراد جن پر تعمیر وطن اور قوم کی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان کا اپنا طرز عمل اتنا افسوسناک ہے کہ توبہ بھلی ! — جب کوئی آدمی اس قسم کی آفت کا شکار ہوتا ہے تو دادرسی کی خاطر وہ جن جن دروازوں پر جاتا ہے وہاں وہاں اسے دھکے ملتے ہیں اور اس کی کوئی فریاد نہیں سنتا ۔ الّا یہ کہ وہ آدمی کسی درجہ میں صاحب اثر ہو یا اس کے پاس وہ لوازم حیات بکثرت ہوں جن کی بنیاد پر وہ حالات کی رفتار کو کنٹرول کر سکے — انتظامیہ سے آگے جب کوئی شخص ان مقدس عمارتوں کا رخ کرتا ہے جہاں "اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی" کی تختیاں آویزاں ہوتی ہیں تو !

وہ سوچنے لگتا ہے کہ اسے کاش ! میں پہلے نقصان کو برداشت کر لیتا اور ادھر کا رخ نہ کرتا ۔

اس کے علاوہ مختلف قطعات وطن کے لئے مختلف انداز کے قانونی ضابطے بھی مسائل کو گھمبیر بنانے کا باعث بنتے ہیں ۔

جب کوئی گھر اس قسم کے المیہ سے دوچار ہوتا ہے تو گھر کے چھوٹے بڑے افراد پر جو کچھ گذرتی ہے اس کا اندازہ و احساس نہ تو ان ننگِ انسانیت اور رسوائے زمانہ لوگوں کو ہوتا ہے جو ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں اور نہ ہی ان صاحب بہادروں کو جو ملکی خزانہ سے ہر آسائش کا اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں ۔

آج جب مارشل لاء کا دور دورہ ہے اور اس میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اتنی دیدہ دلیری کا مظاہرہ کر سکتے ہیں تو عام حالات میں کیا ہوگا ؟

ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے اس طرح کے افراد کو کھلے بندوں پھانسی پہ لٹکائے ، اور چند دن تک ان کی نعشیں لٹکتی چھوڑ دے تاکہ عبرت کا سامان مہیا ہو سکے ورنہ روزمرہ ماؤں کی گودیں خالی ہوتی رہیں گی اور گھر اجڑتے رہیں گے ۔

اور یاد رہے کہ جس معاشرہ میں لوگوں کو سکون نصیب نہ ہو وہ معاشرہ زود یا بدیر تباہی کا شکار ہو جاتا ہے اور میر و وزیر سبھی اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں ۔

علوی

ضروری وضاحت

احقر اپنے جد بزرگوار حضرت الحاج حافظ غلام یاسین صاحب قدس سرہٗ کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں اپنے آبائی قصبہ میں مقیم تھا کہ اس دوران ۱۲ دسمبر کے "خدام الدین" میں ایک مضمون بعنوان "اسلام اور فرقہ بندی" شائع ہوا — مجھے اس امر کے اعتراف میں کوئی باک نہیں کہ اس مضمون کے مندرجات کا ایک حصہ مسلک حقہ' اہلسنت و جماعت کے منافی ہونے کے اعتبار سے بالکل نہیں چھپنا چاہیئے تھا لیکن افسوس کہ بوجوہ ایسا ہو گیا۔ اس کی تلافی مناسب وقت پر کر دی جائے گی ۔ میں تمامتر ذمہ داری اپنے سر لیتے ہوئے جہاں اپنے رب کے حضور اپنی تقصیرات کی معافی چاہتا ہوں وہاں اپنے بزرگوں، احباب اور مخلصین سے بھی معذرت خواہ ہوں ۔ ع

والعذر عند کرام الناس مقبول

خاکپائے اسلاف محمد سعید الرحمٰن علوی ۱۶/۱۲

خطبۂ جمعہ
۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ
بمطابق ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء

کامل انسان کے چار اخلاق

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امام المحدثین عمدۃ المحققین قدوۃ الصالحین کاشف اسرار الشریعۃ المصطفویہ اعنی الحضرۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی نے فلسفہ شریعت کی بے نظیر اور جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ احکام شرعیہ میں انسان کے چار اخلاق کی تکمیل پیش نظر رکھی گئی ہے اور وہ یہ ہیں: طہارۃ، اخبات، سماحۃ اور عدالت یعنی انسان درجہ کمال تک تب پہنچتا ہے۔ جب ان چار اخلاق میں کمال حاصل کرے۔

اس کے بعد وہ انسان کامل، رحمۃ للعالمین کا سچا متبع، مقبول بارگاہِ الٰہی، جنت کا وارث ایسے القاب سے ملقب ہونے کا اہل سمجھا جائیگا۔

خلق طہارت

طہارت کے معنی پاکیزگی ہے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ طہارۃ ظاہری او باطنی۔ طہارت ظاہری یہ ہے کہ انسان کا ظاہری وجود بول و براز کی نجاست سے پاک ہو۔ طہارت ظاہری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

استنزھوا من البول ترجمہ:- پیشاب سے پرہیز کرو

کہیں بدن یا کپڑے پر اس کا کوئی قطرہ لگنے نہ پائے۔ پرہیز نہ کرنے والوں کے لیے سزا فرمائی ہے۔

فان عامۃ عذاب القبر منہ ترجمہ:- پس تحقیق اکثر قبر کا عذاب اس گناہ کے سبب سے ہوتا ہے۔

اس سزا کے سننے سے معلوم ہوا کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرنا گناہِ کبیرہ ہے قاعدہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا توبہ کئے بغیر مر جائے تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

طہارۃ باطنی یہ ہے کہ انسان کے دل کے اندر جو نجاستیں ہیں ان سے اس کا دل صاف ہو جائے۔ دل کی نجاستیں کئی طرح کی ہیں برادران اسلام کی اطلاع کے لیے ان کی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اطلاع پانے کے بعد اپنے دل کو ان نجاستوں سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ دل کو پاک کرنے کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

ترجمہ: بیشک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ خراب ہو جائے۔ تو سارا وجود خراب ہو جاتا ہے اور جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا وجود ٹھیک ہو جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ انسان کے سارے وجود کی اصلاح دل کی اصلاح پر موقوف ہے دل کی نجاستوں کی تفصیل

پہلی شرک: ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ (سورۃ الانعام رکوع ۱۰ پ ۷) ترجمہ: یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

حاصل یہ نکلا کہ شرک کرنے سے انسان کی سب نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

دوسری نجاست کفر ہے، وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ (سورت النساء رکوع ۳ پارہ ۴) ترجمہ: ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے۔ جو برے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ کفر کے سبب سب نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ شرک اور کفر کو دل کی نجاستوں میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ شرک اور کفر تو زبان سے یا دوسرے اعمال ہی سے ثابت ہوا کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرمایا ہے کہ انسان کے اعمال اس کی ہیئات نفسانیہ کی شرح ہوتے ہیں مثلاً حب اور بغض یعنی دوستی اور دشمنی دراصل دل میں ہوتی ہے البتہ اس کا ظاہری اعمال سے ہی ہو سکتا ہے مثلاً آپ کا ایک دوست آیا۔ آپ کے دل میں جس کی محبت ہے۔ آپ سلام کا جواب دے کر اس سے کہیں گے۔ آج تو بڑا ہی مبارک دن ہے کہ آپ تشریف لے آئے۔ آپ کے تشریف لانے سے دل باغ باغ ہو گیا ہے اور اگر آپ کے دل میں آنے والے سے عداوت ہے تو اسے سلام کا جواب بھی غالباً نہیں دیں گے۔ اس کے بعد اسے کہیں گے یہاں سے فوراً چلے جاؤ میں تو تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

تیسری نجاست نفاق اعتقادی ہے یعنی بظاہر تو مسلمان کہلاتا ہے مگر دل میں اسلام سے (العیاذ باللہ) نفرت ہے۔ اور کبھی کبھی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکال دیتا ہے جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس شخص کے دل میں اسلام کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ قرآن مجید میں چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا وحشیانہ اور غیر معقول ہے۔ قرآن مجید میں سود خواری کو جو حرام کیا گیا ہے یہ چیز غلط ہے اس کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی نجاست ریا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ۔ ترجمہ: بیشک سب سے بڑا خطرہ جو مجھے میری امت کے متعلق ہے وہ چھوٹا شرک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا چیز ہے آپ نے فرمایا۔ ریا۔

یعنی جو کام اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کرنا چاہیئے تھا اسے لوگوں کے دکھلانے کے لیے کیا جائے تاکہ لوگوں میں نام و نمود ہو اور لوگ تعریف کریں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا خطرہ فرما رہے ہیں وہ کتنی خطرناک چیز ہوگی۔ چونکہ اکثر مسلمان کتاب و سنت کی تعلیم سے ناآشنا ہیں اس لیے نیکی کا کام جو کرتے ہیں اس میں شیطان ریاء داخل کر دیتا ہے اور جہالت کے باعث مسلمان کو نیکی کے کام میں اس زہر کے مل جانے کا احساس تک نہیں ہوتا یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بہت بڑا نیکی کا کام کیا ہے اور میری آخرت کی نجات کا ذریعہ بنے گا۔ حالانکہ وہ کام بارگاہ الٰہی میں ریا کے باعث قبول ہی نہیں ہوا۔

مثلاً ۱: ایک دولت مند ایک عالیشان مسجد بناتا ہے جس پر دل کھول کر روپیہ صرف کرتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آخرت میں اس کے عوض بہشت میں محل عطا فرمائے گا۔ اور شیطان اس دولت مند کے دل میں یہ خیال ڈال دیتا ہے کہ لوگوں میں میری شہرت بھی ہو جائے گی کہ فلاں شخص نے بڑی عالیشان مسجد بنوائی ہے۔ یہی ریاء ہے۔ اگر وہ دولت مند کسی عالم ربانی کا صحبت یافتہ نہیں ہے تو اس خیال کی تردید نہیں کرے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ مسجد ریا کے دل میں آنے اور اس کی تردید نہ ہونے کے باعث بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوگی اور اس دولت مند کو اجر تو نہیں ملے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا کہ میرا دیا ہوا مال ریا کے طور پر کیوں خرچ کیا تھا۔

۲: ایک شخص کسی اسلامی کام میں دل کھول کر چندہ دیتا ہے۔ یہ چندہ اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے دیتا ہے مگر شیطان اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیتا ہے کہ لوگ مجھے اچھا یا نیک آدمی خیال کریں گے بس یہی ریا ہے۔ اگر کسی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کا تربیت یافتہ ہوگا تو اسے رد کر دے گا اگر رد نہ کیا تو ریا کے باعث وہ چندہ نیکی میں شمار نہیں ہوگا بلکہ ریا کے باعث مجرم ہو جائیگا۔

پانچویں نجاست کبر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تفسیر بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (ترجمہ: حق بات کے ماننے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔) بیان فرمائی ہے اور آپ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

دنیا اور آخرت

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ:۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰہِ ۔ ۔ ۔ ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (صدق اللہ العظیم)

محترم حضرات و خواتین! اس وقت آپ کے سامنے جو آیات تلاوت کی گئی ہیں وہ سورۃ انعام کی آیات ۳۱-۳۲ ہیں۔ ان میں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے نقصان و خسران کا ذکر فرمایا ہے جو دنیا کی زندگی پر ریجھ کر آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے دنیا و آخرت کی حقیقت کو ذکر فرمایا ہے ——— ترجمہ ہے:۔

"وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آپہنچے گی تو کہیں گے اے افسوس! ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی اور وہ (لوگ) اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ خبردار، وہ بُرا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائیں گے اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے کیا تم نہیں سمجھتے؟"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مختصر حواشی میں لکھا ہے:۔

"مکذبین قیامت (قیامت کو جھٹلانے والے) اپنی اس تقصیر پر خود ہی دست حسرت ملیں گے۔ (اور یاد رکھو) دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کی طرح گذر جائے گی۔ دوسری زندگی آخرت فقط خدا پرستوں کے لئے نافع ہوگی۔" (ص ۲۰۰)

عقیدۂ آخرت

محترم حضرات! عقیدۂ آخرت ایک ایسا عقیدہ ہے جس کی تبلیغ اللہ تعالےٰ کے ہر رسول نے کی۔ اور آج تک ہزاروں علماء و صلحاء جنہیں نبوت کی علمی وراثت کا شرف حاصل ہے عوام کو اس عقیدہ سے آگاہ کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ۹ مقامات پر قرب قیامت کے حالات کا ذکر ہے جن میں یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نازل ہونا شامل ہے۔ بعد ازاں ۳۲ مقامات ایسے ہیں جن میں قیامت کی ضرورت اور مرنے کے بعد جینے کا ثبوت موجود ہیں ۹ مقامات ایسے ہیں جن میں عالم برزخ کے حالات مذکور ہیں اور ۸ مقامات پر نفخ صور کا ذکر ہے جو گویا صبح قیامت کی ابتداء ہے ۸۵ مقامات ایسے ہیں جن میں حشر کے حالات کو شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ۴۵ مقامات پر قیامت کے دن کی سختی اور اہل محشر کی بے قراری مذکور ہے۔ تین مقامات پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ نافرمان لوگ کس طرح دنیا کی طرف واپس پلٹنے کی خواہش کا اظہار کریں گے ———

مثلاً ایک جگہ کا ترجمہ پیش خدمت
ہے :۔
"اور کبھی تو دیکھے جس وقت
منکر اپنے رب کے سامنے سر
جھکائے ہوئے ہوں گے (اور
کہیں گے) اے رب ہمارے!
ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا
اب ہمیں پھر بھیج دے کہ
اچھے کام کریں ہمیں یقین
آ گیا ہے۔" (السجدہ آیت ۱۲
ترجمہ حضرت لاہوریؒ)

یعنی قیامت کے دن نادم ہوکر
یہ درخواست کریں گے" (حضرت لاہوریؒ)
لیکن ایسی درخواستوں کا کوئی
فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید
کہتا ہے :۔

وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا
فِیْ ضَلٰلٍ (المومن آیت ۵۰) اور
کافروں کا پکارنا محض بے سود ہوگا
(حضرت لاہوریؒ)

دو مقامات قرآن مجید میں
ایسے ہیں جن میں اس کا ذکر کیا گیا
ہے کہ نافرمان لوگ کس طرح اپنے
معبودوں سے عداوت کا اظہار کرینگے
اور معبود من دون اللہ کس طرح
عاجزی کا اور ۳۲ مقامات ایسے
ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت
کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئیگا
اور معبودان باطلہ اور شیطان اپنے
تابعداروں سے یکسر علیحدہ ہو جائیں گے
اور کہیں گے گویا ہم تمہیں جانتے
ہی نہیں ۔ رہ گئی یہ بات کہ وہاں
شفاعت ہوگی تو اس میں ذرہ بھی
شک نہیں کہ شفاعت ضرور ہوگی
تاہم قرآن کریم کے ۹ مقامات ایسے
ہیں جو واضح کرتے ہیں کہ شفاعت
اللہ کے حکم سے ہوگی اور اس
کی اجازت کے بغیر کسی کو مجالِ
دم زدن نہیں ہوگی۔ مثلاً سورۂ طٰہٰ
کی آیت ۱۰۹ کو ملاحظہ فرمائیں ۔
اس کا ترجمہ ہے :۔

"اس دن سفارش کام نہیں
آئے گی مگر جسے رحمٰن نے
اجازت دی اور اس کی
بات پسند کی۔"
(حضرت لاہوریؒ)

بقول حضرت لاہوری قدس
سرہٗ "اس دن اجازت الٰہی کے سوا
کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوگی"
(ص ۵۰۹)

۲۳ مقامات ایسے ہیں جن
میں وہ گفتگو نقل کی گئی ہے جو
قیامت کے دن معبودانِ باطلہ،
کفار اور مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ
کی ہوگی اور ۱۶ مقامات پر قیامت
کے دن کے حساب و کتاب کا ذکر ہے
۲ مقامات پر اعمال تلنے کا ذکر ہے
اور ۴ مقامات نامۂ اعمال کے
متعلق ہیں اور ۳۲ مقامات ایسے
ہیں جن میں اعمال کی جزا اور سزا
کا ذکر ہے

○

لوگوں کی حالت

آپ نے اندازہ فرمایا، کہ
اللہ تعالیٰ نے کس طرح تمام معاملات
کو نکھار کر بیان کیا ہے۔ لیکن
دنیا میں ایک طبقہ تو ان لوگوں کا
ہے جو سرے سے اس حقیقت کو
تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں،
ان لوگوں کا مقولہ اللہ تعالیٰ نے
نقل فرمایا :۔

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ
رَمِيْمٌ ۔ (یٰس آیت ۷۸) یعنی بوسیدہ
ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟
(حضرت لاہوریؒ)

اس کا جواب مستقلاً موجود
ہے کہ :۔

"(اے پیغمبر!) کہہ دو انہیں وہی
وہی زندہ کرے گا جس نے
انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا
اور وہ سب کچھ بنانا جانتا
ہے۔" (یٰس آیت ۷۹)
(ترجمہ: حضرت لاہوریؒ)

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو
اعتقادی طور پر تو عقیدہ آخرت
کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کا عمل
و کردار ایسا ہے کہ اس کو دیکھ
کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ گویا
وہ اس حقیقت کو مانتے ہی نہیں۔
بہت کم سعادت مند ایسے دنیا میں
رہے اور ہیں جن کا عمل و کردار
ان کے احساس مسئولیت کا آئینہ دار

ہے اور انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں رب کائنات کی ملاقات پر پورا پورا اعتماد اور یقین ہے۔

انکار و طغیان کی وجہ

انکار و طغیان اور سرکشی کی وجہ دنیا کی وقتی خوشیوں میں مست ہو جانا ہے۔ جیسا کہ بار بار قرآن نے بتایا کہ یہ لوگ دنیا کی وقتی خوشیوں کا شکار ہو کر اس حقیقت کو بھول گئے ہیں جو دائمی مسرت کا باعث ہے۔ اور جو آیتیں ابتدا میں تلاوت کی گئی ہیں ان میں بھی دنیا کی حقیقت، کھیل اور تماشے کی بتائی گئی ہے۔ جس طرح کھیل اور تماشے کو بقاء و دوام نہیں اسی طرح دنیا کا معاملہ ہے۔

ایک قصہ

ہمارے بزرگان دیوبند اور اساتذہ میں سے حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ کا ایک واقعہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے مولانا محمد تقی عثمانی نے نقل کیا ہے کہ

"ایک روز حضرت میاں صاحب مکان سے تشریف لائے تو ابا جان کو مخاطب کر کے بولے آج ہم نے عجیب تماشہ دیکھا جب والد صاحب ہمہ تن متوجہ ہو گئے تو فرمایا کہ باہر جنگل میں چند لڑکیاں آپس میں لڑ رہی تھیں معلوم ہوا کہ وہ مل کر جنگل سے گوبر چن کر لائیں اور اب تقسیم پر نزاع ہے۔ اول اول تو ہنسی آئی کہ یہ کیسی ناپاک چیز پر لڑ رہی ہیں اور ہم ان کی لڑائی بند کرانے کی کوشش میں تھے کہ معاً قدرت نے ذہن میں ڈالا کہ ان کی بے وقوفی پر ہنسنے والے جو لوگ دنیا کی دولت اور جاہ و منصب پر لڑتے ہیں اگر ان کو چشم حقیقت بیں نصیب ہو جائے تو وہ یقین کریں گے کہ ان عقلاء زماں اور حکمائے وقت کی سب لڑائیاں بھی ان بچیوں کی جنگ سے کچھ زیادہ ممتاز نہیں، فنا ہو جانے والی اور چند روزہ

خود شناسی

مرسلہ: رستم علی ناصر، سرائے نورنگ بنوں

محمود غزنویؒ کا غلام ایازؔ جسے سلطان نے قدر و منزلت کی وجہ سے بڑا درجہ دیا تھا کہا کرتا تھا کہ "ایاز قدر خود بشناس" ایک دفعہ وزراء نے اعتراض کیا کہ بادشاہ سلامت! ایاز کی کیوں اس قدر عزت فرماتے ہیں۔ محمود غزنویؒ نے فرمایا اس کا جواب ختم اجلاس پر دیا جائے گا۔

اجلاس کے بعد ایاز اپنے کمرہ میں پہنچتا اور شاہی خلعت اتار دیتا۔ قد آدم آئینہ سامنے رکھتا اور پہلے وقت کے پھٹے پرانے کپڑوں کو پہن کر اپنے نفس کو خطاب کرنے لگتا کہ ایاز! تم غرور میں نہ آنا تم اس لباس میں غلامی کیا کرتے تھے۔ "ایاز قدر خود بشناس" آج جو شاہی لباس پہنے ہو اور شاہی دربار میں تجھے قدر و منزلت ہے یہ محض خداوند کریم کے کرم اور محمود غزنویؒ کی ذرہ نوازی ہے۔ ایاز! اپنے آپ کو نہ بھولنا ——— محمود غزنویؒ معہ وزراء دریچہ میں چھپ کر دیکھتے تھے۔ وزراء سے کہا کہ اس پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے میں اس کی قدر کرتا ہوں۔" "عبادات و عبدیت"

میں اپنے قبضہ سے نکل جانے والی یہ سب چیزیں بھی آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں ایک گوبر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔"

حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم نے اس مضمون کے لئے ارشاد فرمایا۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ۔ (دنیا ایک مردار جانور ہے اور اس پر جھپٹنے والے کتّے ہیں)۔

عزیزانِ محترم! یہ واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے ــــــ خدا کرے کہ ہماری آنکھیں کھلیں اور ہم دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہو کر آنے والی حقیقی زندگی کے لئے سرگرم عمل ہو سکیں۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بقیہ : احادیث الرسولؐ

تعالیٰ عنہ نے اپنی روایت میں فرمایا ہے ــــــ بڑے بڑے جلیل المرتبت صحابہ علیہم الرضوان کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا اور وہ مشکل ترین مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے تھے قدرت نے آپ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ذہانت و فطانت ان کے گھر کی لونڈی تھی، قوتِ گویائی اور افہام و تفہیم کا مادہ ان میں بطریقِ اتم موجود تھا ــــــ تاہم اس روایت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ منبر و سٹیج پر تقریر کرتی پھرتی تھیں۔ شرم و حیا اور عفت و عصمت آپ کا زیور و سرمایہ تھا آیت حجاب کے نزول سے قبل بھی اس معاشرہ کی مستورات ان اوصاف میں ممتاز مقام کی حامل تھیں۔ اور آیاتِ پردہ کے نزول کے بعد تو اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

حضور علیہ السلام خواتین کو نصائح فرماتے، انہیں بیعت فرماتے لیکن یہ کام اس طرح ہوتے کہ درمیان میں پردہ حائل ہوتا اور جب ایک موقعہ پر ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو اپنی ازواج مطہرات کو پس پردہ بھیج دیا۔ اور فرمایا، کہ درست ہے کہ وہ نابینا ہیں لیکن تم تو بینا ہو۔ آپ کے بعد بھی یہی سلسلہ رہا۔ صحابہ علیہم الرضوان علم و معرفت کے اس بحرِ بے کراں سے برابر استفادہ کرتے رہے۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک امّ المومنین دنیا میں تشریف فرما رہیں۔

اللہ تعالیٰ ارباب صدق و صفا پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

دُعاءِ مغفرت

حضرت لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی دام مجدھم کی ہمشیرہ محترمہ (والدہ ماجدہ مولانا محمد الیاس صاحب خطیب مسجد چڑیاں لاہور) طویل عرصہ علیل رہ کر پچھلے دنوں انتقال فرما گئیں۔

ادارہ مرحومہ کے لئے دعاءِ مغفرت کے ساتھ ساتھ ان کے متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے، اور اپنے قارئین سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ (ادارہ)

ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبه حسنا و نعله حسنا قال ان الله تعالیٰ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس (رواہ المسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے دل میں ذرے جتنا بھی کبر ہوگا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا۔ ایک آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے۔ کبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔ اللھم اعذ نا منہ

چھٹی نجاست عجب (خود پسندی) ہے کہ اپنی کامیابی کو اللہ تعالیٰ کا فضل نہ سمجھے بلکہ اپنی محنت کا نتیجہ خیال کرے۔ مثلاً قارون عجب کا مریض تھا وہ دولت کو اپنی قابلیت اور اپنی دانائی کا نتیجہ خیال کرتا تھا حالانکہ اس کی قوم میں سے اللہ کے نیک بندے اسے سمجھا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے تمہیں یہ رزق دیا ہے جب وہ عجب (خود پسندی) سے تائب نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے سب خزانوں اور اس کی جائیداد کو زمین میں غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ساتویں نجاست حسد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان الحسد یأکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ ترجمہ: بیشک حسد اس طرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

دوسرا خلق اخبات

اخبات کے معنی عاجزی کرنا ہے اس خلق کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واخبتوا الی ربھم اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خلدون ۰ (سورہ ہود رکوع ۲)

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی وہ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ حاصل یہ نکلا کہ داخلہ جنت کے لیے خلق اخبات پیدا کرنا ضروری ہے۔

نماز میں خلق اخبات

ہی کی مومن سے تعمیل کرائی جاتی ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے (۲) مسنون دعا میں اللہ تعالیٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ سبحانک اللھم (۳) پھر دنیا میں ہر خوبی اور بھلائی جو نظر آتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کر کے اس کی تعریف کرتا ہے وبحمدک (۴) فقط اللہ تعالیٰ ہی کی بزرگی کا اقرار کرتا ہے کہ تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہے۔ ولا الہ غیرک (۵) پھر اپنے دشمن (شیطان) کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم (۷) پھر قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ اور اس کی دو صفات کا اقرار کرتا ہے الرحمن الرحیم ۰ جن کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ سارے جہان میں عمومی اور خصوصی رحمتوں کا منبع فقط تیری ذات ہے (۸) اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کی تلاوت شروع کرتا ہے۔

یہ آٹھ نمبر جو میں نے عرض کئے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر انسان نے ادا کئے ہیں اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے کا سبق پڑھایا جا رہا ہے (۹) پھر اللہ اکبر کہہ کر سر جھکا دیتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا رہا ہے اس حالت میں بھی اپنی عاجزی اور اللہ جل شانہٗ کی عظمت کا عملی ثبوت پیش کر رہا ہے (۱۰) پھر رکوع میں اس امر کا اقرار کر رہا ہے کہ میرا رب عظمت والا ہر عیب سے پاک ہے (۱۱) پھر رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونے کے وقت اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے وہ اس کی تعریف کے کلمات کو ہر جائی ہونے کے لحاظ سے

گویا کہ نمازی یہ اقرار کر رہا ہے کہ ہر جائی ہونے کی شان میرے اللہ ہی میں ہے (سمع اللہ لمن حمدہ (۱۲) اعلان کے بعد پھر خود اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے ربنا لک الحمد (۱۳) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں گر پڑتا ہے سجدہ کرتے وقت یہ ثابت کرتا ہے کہ میرا خدا اس قدر عالیمرتبہ ہے کہ میں اپنا سر جو اشرف الاعضاء ہے اس کے سامنے زمین پر رکھتا ہوں

جو درجہ میں مجھ سے بہت کمتر ہے۔ یہ تیرہ نمبر جو میں نے گنوائے ہیں یہ نماز کی ایک رکعت کے اندر پائے جاتے ہیں اور انسان کو نماز کے پانچوں وقتوں میں اپنے اس عجز کا عملی ثبوت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا خلق سماحت

ہے۔ سماحت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے مگر ان نعمتوں کو دنیا کی زندگی کا نصب العین نہ بنائے زندگی کا نصب العین فقط رضاء مولیٰ ہی رہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان نعمتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں بھی صرف کرے۔ اس طریق کار سے یہ ثابت ہوگا کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضاء دنیوی نعمتوں سے زیادہ محبوب اور مقصود ہے زکوٰۃ ادا کرنے میں اسی خلق سماحت کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ شخص اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے پر نجات کا مدار

لٰکِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۲ پ ۶)

ترجمہ: لیکن ان (یہودیوں) میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور مسلمان ہیں سو مانتے ہیں اس کو جو تجھ پر نازل ہوا اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حاصل: اس آیت مبارکہ میں اجر عظیم پانے والوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں ایک زکوٰۃ ادا کرنا بھی شمار کی گئی ہے لہٰذا ثابت ہوگیا کہ رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کی شرائط میں ایک مالی خرچ کرنا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ کے ادا کرنے کی شرط

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹)

ترجمہ: اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لیے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

حصول رحمت الٰہی کے لیے یہ شرطیں دراصل حضرت موسیٰؑ کی اُمت کے لیے تجویز کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک زکوٰۃ ادا کرنا بھی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لیے حصول نجات کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لیے بھی یہ شرط لازمی ہے۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ شِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ ۝ الاٰیة (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ مال دے پھر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے دن اس کا مال اس کے لیے گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا۔ اس سانپ کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ جائے گا۔ پھر اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا۔ پھر (وہ سانپ) کہے گا میں تیرا ہی مال ہوں، میں تیرا ہی خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ ۝ (الاٰیة)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَیُكْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِیْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِیْدَتْ لَهٗ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی

سبیله اما الی الجنة واما الی النار قیل یا رسول
الله فالابل قال ولا صاحب ابل لا یؤدی منها حقها
ومن حقها حلبها یوم وردها الا اذا کان یوم القیمة
بطح لها بقاع قرقر اوفر ما کانت لا یفقد منها
فصیلا واحدا تطاؤه باخفافها وتعضه بافواهها
کلما مر علیه اولاها رد علیه اخراها فی یوم کان
مقداره خمسین الف سنة حتی یقضی بین العباد
فیری سبیله اما الی الجنة واما الی النار قیل یا
رسول الله فالبقر والغنم لا یؤدی منها حقها
الا اذا کان یوم القیمة بطح لها بقاع قرقر
لا یفقد منها شیئا لیس فیها عقصاء ولا جلحاء و
غضباء تنطحه بقرونها وتطاؤه باظلافها
کلما مر علیه اولاها رد علیه اخراها فی یوم
کان مقداره خمسین الف سنة حتی یقضی بین
العباد فیری سبیله اما الی الجنة واما الی النار
قیل یا رسول الله فالخیل قال فالخیل ثلثة هی
لرجل وزر وهی لرجل ستر وهی لرجل اجر فاما التی هی له وزر
فرجل ربطها ریاء وفخرا ونواء علی اهل الاسلام
فهی له وزر واما التی هی له ستر فرجل ربطها
فی سبیل الله ثم لم ینس حق الله فی ظهورها ولا
رقابها فهی له ستر واما التی هی له اجر فرجل
ربطها فی سبیل الله لاهل الاسلام فی مرج وروضة
فما اکلت من ذالک المرج او الروضة من شیئ
الا کتب له عدد ما اکلت حسنات وکتب له عدد
اروائها وابوالها حسنات ولا تقطع طولها فاستنت
شرفا او شرفین الا کتب الله له عدد اثارها و
اروائها حسنات ولا مر بها صاحبها علی نهر
فشربت منه ولا یرید ان یسقیها الا کتب الله له
عدد ما شربت حسنات قیل یا رسول الله فالحمر
قال ما انزل علی فی الحمر شیئ الا هذه الایة
الفاذة الجامعة فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره
ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کے حق کو ادا نہ کرے (یعنی زکوٰۃ نہ دے) تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی جن کو آگ میں تپایا جائے گا۔ اور ان تختیوں سے اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پیٹھ کو داغ دیا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر دوزخ کی آگ میں گرم کیا اور تپایا جائے گا اور پھر داغ دیا جائے گا۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور یہ دن جس روز ایسا کیا جائیگا اتنا بڑا ہوگا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب ختم ہو جائیگا اور بہشت میں جانے والوں کو بہشت میں اور دوزخ میں جلنے والوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سن کر آپؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسولُ اللہ اونٹوں کا کیا حکم ہے آپؐ نے فرمایا اونٹوں والا بھی۔ اگر اونٹوں کے حق (زکوٰۃ) کو ادا نہیں کرے گا اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز ان کو پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوہا جائے اور مسکینوں کو پلایا جائے) تو قیامت کے دن اونٹوں کے مالک کو منہ کے بل اوندھا اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ مع بچوں کے وہاں موجود ہوں گے اور اونٹوں کا مالک ان میں سے ایک کو بھی کم نہ پائے گا یہاں تک کہ ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا اور یہ اونٹ اور بچے جو خوب فربہ ہوں گے اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو روندیں اور کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے۔ اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار روند کر اور کچل کر اور کاٹ کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور روندے اور کچلے اور کاٹے گی اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہوگا اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ جنت اور دوزخ کی جانب اپنی اپنی راہ اختیار کریں گے۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گایوں اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا گایوں اور بکریوں کے مالک کو جو ان کا حق (زکوٰۃ)

اوا نہ کرے قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل ڈالا جائے گا اور اس کی گائیوں اور بکریوں میں کچھ بھی کم نہ ہوگا ان کے سینگ مڑے نہ ہوں گے نہ ٹوٹے ہوں گے اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ کی ہوں گی۔ یہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی اپنے کھروں سے کچلیں اور روندیں گی اور جب ایک قطار اپنا کام کرکے چلی جائے گی تو دوسری قطار آکر اپنا کام کرے گی اور برابر اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور یہ جس دن ہوگا اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ اپنے اپنے راستوں کو جنت اور دوزخ کی طرف اختیار کرلیں گے۔ آپؐ سے سوال کیا گیا۔ یا رسولؐ اللہ گھوڑوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو آدمی کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اور ایک آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اور ایک آدمی کے لیے ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں جن کو اس نے اظہار فخر و غرور اور ریا کے لیے باندھا یا مسلمانوں سے دشمنی کے لیے اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جن کو اس نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لیے باندھا ہے اور ان کی پشت اور گردنوں میں وہ خدا کے حق کو فراموش نہیں کرتا۔ یہ گھوڑے اس شخص کے لیے پردہ ہوں گے اور وہ گھوڑے جو ثواب کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جن کو اس نے مسلمانوں کے لیے خدا کی راہ میں لڑنے کو باندھا۔ اور چراگاہوں اور سبزہ میں سے جس قدر وہ گھوڑے کھاتے ہیں اس کے حساب میں سبزہ کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی لید اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے اور جو گھوڑا رسی توڑ کر ایک یا دو میدانوں میں دوڑتا ہے خداوند تعالےٰ اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے، اور جب ان کا مالک ان کو نہر پر لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو تو پانی کی مقدار کے موافق اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آپؐ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھ پر گدھوں کا حکم نازل نہیں کیا گیا مگر یہ ایک جامع آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

چوتھا خلق عدالت

عدل کے معنی انصاف کرنا ہے اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے۔ کہ انسان پر جس جس کا کوئی حق ہے اسے انصاف سے ادا کیا جائے اس سے کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے اور انصاف کرنے کے متعلق ارشادات الٰہیہ ملاحظہ ہوں۔

پہلا لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ (سورہ المائدہ رکوع ۲۔ پ ۶)

دوسرا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

آیتہ: سورۃ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵)

پہلا ترجمہ: اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔

دوسرا: اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو۔ اللہ کی طرف کی گواہی دو۔ اگرچہ اپنی جانوں پر ہو یا ماں باپ اور رشتہ داروں پر۔

حاصل یہ ہے کہ گواہی میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے خواہ اپنے یا اپنے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

دعا: اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو صحیح معنی میں انسان بن کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اخلاق کے حامل ہوکر ہی دنیا سے رخصت ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اے مسلم زادیو! تمہارے بڑھے ہوئے ناخن کٹے ہوئے بال — اور بے نقاب چہرہ، اسلامی روایات سے انحراف کے مظہر ہیں۔

(خاموش مبلغ)

موت — مومن کیلئے ذریعہ وصالِ محبوبِ سبحانی ہے

مولوی محمد یوسف فاضلِ دینیات ملکہ کڈی (مدراس)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَ مَنْ کَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ کَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ (الحدیث)

ترجمہ: "عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص اللہ کی ملاقات کو عزیز رکھتا ہے اللہ پاک بھی اس کی ملاقات کو عزیز رکھتا ہے اور جو شخص خدا سے ملنا پسند نہیں کرتا ہے خدا بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا ہے۔"

حضرت عائشہؓ یا اور کسی صحابیہؓ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! موت تو سب کو بری معلوم ہوتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں جو تو سمجھی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ایماندار مرنے لگتا ہے تو اس وقت رحمت کے فرشتے اس کو خدا کا فضل و کرم اور رضامندی کی بشارت سناتے ہیں، تو وہ موت اور آخرت اور خدا سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ دوسری طرف خدا کو بھی اس کا ملنا بہت پسند ہوتا ہے اور کافر کو مرتے وقت عذابِ الٰہی نظر آتا ہے تو وہ موت کو اور خدا کے ملنے کو برا جانتا ہے تو خدا بھی اس سے ملنے کو برا جانتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کو موت اور آخرت کا اشتیاق بالطبع مرغوب ومطلوب ہے اور کافر کو طبعاً ناپسند ومکروہ ہے وجہ یہ ہے کہ موت واسطہ اور ذریعہ ہے محبوب کی ملاقات کا۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (الحدیث)

اور چونکہ مومن کا اصل وطن آخرت ہے جہاں پہنچے بغیر محبوب کی ملاقات اور اخروی نعمات حاصل نہیں ہوسکتیں اس لیے صاحبانِ خدا و عاشقانِ الٰہی موت کے مشتاق رہتے ہیں ان حضرات کو ولولۂ عشق میں کوئی چیز موت سے زیادہ مرغوب ومحبوب نہیں ہوتی۔ اہلِ ایمان کے لیے موت ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اس لیے رسول اللہؐ نے دعا فرمائی کہ "الٰہی جو شخص میرے رسول ہونے کا اعتقاد رکھے موت کو اس کا محبوب بنادے" (رواہ الطبرانی)

فی الحقیقت اہلِ ایمان کو سچی راحت و پائیدار دولت ودائمی عیش و آخرت ہی میں نصیب ہوگا ابتدا اس کی موت کے وقت سے ہی شروع ہوجاتی ہے لہٰذا موت و آخرت کا اشتیاق ہر مومن کو بہت غالب ہونا چاہیے لیکن برخلاف اس کے ہم گناہگاروں نے بوجۂ غلبہ حرص وہوا اور خواہشات نفسانی و فسق وفجور و اعانتِ شیطانی دنیوی عیش وعشرت کو مقصودِ اصلی سمجھ رکھا اور آخرت اور موت کے خیال کو بھلا رکھا ہے۔ بھولے سے بھی موت کا خیال دل میں نہیں آنے دیتے۔ کہیں غلبۂ آخرت کا شوق دنیا کی حرص و ہوا میں کمی پیدا کرکے موجودہ عیش دنیوی کو مکدر نہ کردے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبِ دنیا کی سخت رغبت اور آخرت کی تلاش میں غایت بے رغبتی ہے اور موت کا نام سن کر جان گھٹتی ہے۔ حالانکہ حیاتِ دنیا فی نفسہٖ مقصود بالذات نہیں بلکہ صرف اعمالِ خیر کی زیادتی کے لیے مطلوب ہے۔ اس لیے اعمالِ خیر کے ثمرات کا حصول موت پر موقوف ہے ہمیں چاہیے کہ موت کو محبوب رکھیں اور اس کو فی الحقیقت ذریعہ وصالِ محبوبِ سبحانی سمجھیں۔ وما علینا الا البلاغ ط

تقسیم انعامات

مجلس نشریات اسلام کراچی کے ناظم مولانا فضل ربی ندوی نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحان دورہ حدیث میں اول دوم سوم آنے والے طلباً کو مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتابوں کا سیٹ بطور انعام دینے کا اعلان کر رکھا ہے۔ موصوف کی خواہش تھی کہ صدر وفاق مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہٗ کی سفرِ حج سے واپسی پر یہ تقریب ان کی صدارت میں منعقد ہو اور وہ اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم کریں لیکن افسوس! کہ ع

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

اب یہ تقریب بہت جلد منعقد

طبی معلومات

مونگ پھلی کا کثرتِ استعمال نقصان دہ ہے

استاد الحکماء حکیم آزاد شیرازی سابق پرنسپل شاہدرہ طبیہ کالج لاہور

پاکستان کے مشہور طبی جریدہ "ہمدرد صحت کراچی" ماہ نومبر ۸۰ء میں "مونگ پھلی کی غذائی اہمیت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مونگ پھلی کے افادی پہلوؤں کا نہایت مبالغہ سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ کم و بیش یہی مضمون میرے محترم حکیم نور احمد صاحب کے نام سے یکم دسمبر ۸۰ء کے روزنامہ مشرق لاہور میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔

مجھ پر اس مضمون کی اشاعت کا انکشاف میرے دُبلے پتلے بچے نعیم انور شیرازی نے اس وقت کیا جب میں نے اُسے اندھا دھند مونگ پھلی کے استعمال پر ٹوکا۔ کہنے لگا، "ابا جان! آپ تو ہمیں مونگ پھلی کھانے سے ایسے ہی منع کرتے رہتے ہیں، یہ تو دبلا پن کو دور کر کے انسان کو موٹا تازہ کرتی ہے۔ یقین نہ ہو تو یہ لیجئے "ہمدرد صحت" اور "مشرق" کے پرچے اور مونگ پھلی کے فائدے خود پڑھ لیجئے۔ اس میں پروٹین ہے، چکنائی ہے، نشاستہ ہے، کیلسیم فاسفورس اور فولاد ہے نیز وٹامنز اے۔ بی اور نکوٹینک ایسڈ ہے، یہ بلغم کو قطع کرتی ہے، جسم کو تر و تازہ اور چست بناتی ہے، ضعف اعصاب، اسہال اور جلدی امراض میں مفید ہے غرض یہ ایک جامع اور مکمل غذا ہے اور چربی پیدا کر کے انسان کو موٹا کرتی ہے۔ وغیرہ"

میں نے بچے کے اس حیرت انگیز انکشاف پر اپنی لاعلمی اور جہالت کا اعتراف کرتے ہوئے ہمدرد صحت اور مشرق کے مضامین کا مطالعہ کیا۔ ادھر میرے بچے نے مونگ پھلی کا استعمال شروع کر دیا لیکن چوتھے ہی روز اپنے گلے کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔

ہمدرد صحت کے مضمون پر صاحب مضمون کا نام تحریر نہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ مضمون کسی انگریزی جریدے سے ترجمہ کیا گیا ہے اور صاحب مضمون یقیناً کوئی ایلوپیتھ ڈاکٹر یا سائنسدان ہیں اور ہمدرد صحت میں حکیم محمد سعید صاحب کے حکیموں ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کے اتحادِ ثلاثہ والے نصب العین کے عین مطابق یہ مضمون شائع ہوا ہے۔

ہم اس مضمون میں بیان کردہ مونگ پھلی کے جملہ فوائد کو بلا چون و چرا تسلیم کرنے کو تیار ہیں لیکن صاحبِ مضمون کو اس کے نقصان دہ پہلوؤں کو بیان کرنا بھی لازم تھا اور یہ مضر پہلو ایسے ہیں کہ ہر انسان کا روزمرہ مشاہدہ اور تجربہ ان کی تصدیق کرتا ہے۔ مونگ پھلی کے استعمال سے حلق میں خراش، کھانسی، جلد پر خارش اور خونی اسہال بلکہ خونی بواسیر کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ تحریک آزادی کے نامور مجاہد مولانا مظہر علی اظہر مرحوم نوجوانی میں مونگ پھلی کے کثرت استعمال سے مرتے دم تک خونی بواسیر کے عارضہ میں مبتلا رہے۔ اُن کے ایک احراری رضاکار شیخ قدرت اللہ باسط بھی مولانا کی صحبت میں مونگ پھلی کھانے کے عادی ہو کر بواسیر کے مرض کا شکار ہوئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ فرنگی حکمرانوں نے ہندوستان پر اپنے دورِ حکومت میں غیر محسوس طور پر ہمیں اپنی اسلامی مشرقی اور ایشیائی تہذیب و تمدن، ثقافتی اقدار، رہن سہن

لباس، طعام، غرض ہر آبائی ورثہ سے بے بہرہ کر دیا۔ اور وہ سب کچھ ہمارے لئے اب "آؤٹ آف فیشن ہو گیا ہے جس پر کبھی ہمیں ناز تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اب ہم لوگ بھی جدید نسل کے نزدیک "آؤٹ آف ڈیٹ" ہیں لیکن تہذیب جدید سے مرعوب نسل یاد رکھے کہ ؎ "یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ"۔

جہاں تک اسلامی، مشرقی، ایشیائی اور ملکی غذاؤں کا تعلق ہے، اُن کے بارے میں بھی فرنگی سیاستدانوں اور اُن سے مرعوب ہمارے جدید لیڈروں نے ہمیں اُن سے بھی بیگانہ اور ناآشنا کر دیا ہے۔ سب سے پہلے دیسی گھی کے بارے میں یہ پراپیگنڈا عام کیا گیا کہ یہ دل کو تکلیف دیتا ہے لہٰذا بناسپتی گھی کھایئے۔ چھاچھ اور لسّی چھوڑ کر چائے کا ناشتہ ڈبل روٹی کے ساتھ کیجئے۔ دودھ تبخیر اور بلغم پیدا کرتا ہے۔ چھان سمیت موٹا آٹا کھانے کے بجائے سفید اور باریک نفیس آٹے کی چپاتی کھایئے — اور اب بادام کی بجائے مونگ پھلی کو قوت بخش غذا قرار دیا جا رہا ہے۔

میں نے اسی شہر لاہور میں جنم لیا ہے جہاں آج سے چالیس پچاس برس پہلے ایک روپے کا سوا سیر خالص دیسی گھی، دو روپے من دیسی گندم کا خراس میں پسا ہوا آٹا، چھ پیسے اور دو آنے سیر خالص دودھ، چار آنے سیر بکرے کا گوشت عام دستیاب ہوتا تھا۔ لوگ گھی بھی کھاتے تھے، دودھ دہی اور لسّی پیتے تھے۔ نہ دل کے مریضوں کی اتنی کثرت تھی نہ بلغم اور کھانسی ہمارا قومی نشان تھا، نہ کینسر کے خوفناک نام سے لوگ واقف تھے۔ نہ ذہنی پریشانیوں کے مریضوں کی کثرت تھی۔ پہلوانی کے اکھاڑے قائم تھے لوگ سیر تفریح کے لئے پیدل سیر کرتے تھے۔ صبح سویرے دریا پہ جا کر نہاتے تھے۔ گلی کوچوں میں ٹی سٹال نہیں تھے۔ چائے اور ڈالڈا کے نام سے لوگ ناواقف تھے۔ گرمیوں میں مہمان کی تواضع لسّی اور شربت سے برسات میں لیموں کی سکنجبین سے اور سرما میں گرم دودھ سے کیا کرتے تھے۔ اب گرمی سردی میں کوکا کولا یا چائے کی پیالی مہمان نوازی کی قومی علامت بن گئی ہے۔ شہر تو شہر دیہات میں بھی دودھ اور لسّی کا نام و نشان مٹ گیا ہے اور دیہاتی لوگ بھی دیسی گھی کے بجائے بناسپتی، دودھ کے بجائے چائے اور باسی روٹی اور دہی کے ناشتے کے بجائے ڈبل روٹی اور چائے کے رسیا ہو چکے ہیں۔

میں دُبلے پتلے لوگوں کو موٹا ہونے کے لئے مونگ پھلی اور اس کے تیل کے بجائے مشورہ دیتا ہوں کہ دیسی گھی کا پراٹھا دودھ کے پیالے میں بھگو کر کھانا شروع کریں اور دو مہینے میں اپنا تن و توش بڑھتے ہوئے خود ملاحظہ کر لیں۔ ان تمام مصنوعی غذاؤں سے (جو وٹامنز سے بھرپور ہیں) نجات حاصل کریں۔ سادہ غذا، گوشت، سبزیاں دالیں پھل وغیرہ بکثرت استعمال کریں۔ ہر شام ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر اپنی آنکھوں کو نابینا بنانے کے بجائے صبح و شام پیدل سیر کر کے دل کی بیماریوں اور شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ سے دواؤں کے بغیر نجات حاصل کریں۔ رات نماز عشاء کے بعد سوئیں اور صبح نماز فجر سے پہلے بیدار ہوں اور اس طرح قوانین فطرت کے مطابق تندرست زندگی بسر کریں۔

طبّی سوال و جواب کا سلسلہ

ہفت روزہ "خدام الدین" میں طبی معلومات کے ساتھ ساتھ طبی سوال جواب کا سلسلہ بھی جاری کیا جا رہا ہے۔ آپ اپنی بیماری کا مفصل حال لکھ کر مفت طبی مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔

جملہ خطوط بنام

حکیم آزاد شیرازی، اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمازِ اِستخارہ

اِنسان جب کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو اُس کو چاہیے اپنے معبودِ حقیقی سے اِس کام میں خیر طلب کرے۔ اِس خیر کا نام نمازِ استخارہ ہے۔ اگر اِس طرح اس نے اپنا کام شروع کیا تو اِن شاء اللہ تعالیٰ اِس کام کا انجام بخیر ہو گا۔ اِستخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل پڑھے اور دونوں رکعتوں میں جو سُورتیں چاہے پڑھے اس کے بعد خُوب دِل لگا کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ

اے اللہ بیشک میں آپ سے بہتری چاہتا ہوں، آپ کے علم کے ذریعے سے اور قدرت چاہتا ہوں آپ کے قدرت کے ذریعے سے اور آپ سے آپ کے فضلِ عظیم کا طلب گار ہوں۔ بے شک آپ ہی قادر ہیں اور مجھے کوئی قدرت نہیں، اور آپ ہی کے

وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ

علم میں ہے جبکہ میں (خود کچھ) نہیں جانتا۔ اور آپ ہی غیب کی باتوں کا علم ہے۔ اے اللہ! آپ کے علم کے مطابق اگر یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین کے اعتبار سے اور میری معاش کے اعتبار سے اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے

فَاقْدِرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ

تو مجھے قدرت دیجیے اس کام کے لیے اور میرے لیے آسان فرما دیجیے اور پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرمائیے اور اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام میرے لیے بُرا ہے میرے دین کے اعتبار سے اور میری معاش کے اعتبار سے اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے

فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

تو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس کام سے بچا دیجیے اور جس قدر ہو سکے مجھے خیر کی توفیق عطا فرما دیجیے اور مجھ سے راضی ہو جائیے۔

اور جب پڑھتے پڑھتے اس لفظ پر پہنچے جس پر لکیر بنی ہوئی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اُس کام کا دھیان کرے جس کیلیے استخارہ کرنا ہو۔ اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اُٹھے اُس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اُسی کو کرنا چاہیے۔ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردّد دُور نہ ہو تو دُوسرے دن پھر اسی طرح کرے اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ ضرور اس کام کی اچھائی بُرائی معلوم ہو جائے گی۔ نوٹ: یہ ضروری نہیں کہ کوئی خواب دیکھے بلکہ دل جس طرف مضبوطی سے گواہی دے وہی کرے انشاء اللہ بہتر ہو گا۔

مُفت ملنے کا پتہ: شیخ شمشیر علی ◎ ۷۹۔ شاہ جمال، لاہور۔ پاکستان

محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

دو خطروں کا علاج

(تبلیغی جماعت میں کام کرنے والے حضرات کے لیے)

حضرت شیخ التبلیغ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی دو اہم تقاریر

مرتب کردہ : ــــــ افتخار فریدی صاحب ــــــ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

مدنی دعوت و محنت کا نقشہ

یوں سمجھئے کہ ایک محنت ہے!

جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھیوں (صحابہ کرام) نے ایک خاص نقشہ پر ساتھ کیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس محنت کو اُن کے طریقہ پر سیکھیں۔

الحمد للہ! کچھ حضرات نے چند ملکوں میں اس محنت کو سیکھنا شروع کیا ہے لیکن کسی جگہ بھی یہ محنت انتہائی درجوں میں نہیں بلکہ ابتدائی ہے۔ اب اگر اس محنت کو کرنے والے یہ سمجھ بیٹھے کہ اصل پوری محنت یہی ہے تو اصل شکل پر کوئی نہیں پہونچے گا۔ اب جو بھی اسے شروع کرتا ہے وہ یہ سمجھے کہ میری محنت ابتدائی شکل میں ہے اس کو کرتے کرتے اس شکل تک پہونچنا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی چونکہ اس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت زندہ نہیں ہے اس لئے اب جو محنت کر رہا ہے وہ اس کے مقابلہ میں کتنی چھوٹی اور ادنیٰ درجہ میں ہے اس کا اندازہ نہیں کر پاتا۔

لہٰذا اب تو اصل محنت کو دل میں جما کر اور سامنے رکھ کر نیت کرے کہ مجھے اس ابتدا سے ترقی کرکے وہاں تک پہونچنا ہے اب سب سے پہلے اس پر غور کرو اور جانو کہ یہ محنت کیا ہے؟ اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اس محنت کا اصل فائدہ یہ ہے کہ محنت کرنے والوں کو اور ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

اسلام میں انسانوں کا داخل ہونا اتنا ہی ہوگا جتنی خدا کی طرف سے ہدایت آئے گی۔ لہٰذا اب دین کی محنت و قربانی کی سطح جتنی بلند ہوتی جائے گی اتنی ہی ہدایت کی تقسیم خدا کی جانب سے عام ہوتی جائے گی۔

دین کی محنت و قربانی جب ختم ہو جاتی ہے تو سب سے پہلے ہدایت مسلمانوں میں سے نکلنا شروع ہوتی ہے ابتدا کاروبار و مشاغل سے ہوتی ہے یعنی کاروبار میں دین کے جو احکامات ہیں مسلمان ان کو چھوڑ کر کفر کے طریقوں سے چلانے لگتے ہیں۔ رزق حلال کے ٹوٹنے کے بعد مسلمان فرائض سے محروم ہوتا ہے اور ہر طرح کی برائیاں اس میں داخل ہونے لگتی ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمان مرتد ہونے لگتے ہیں اور یہ اس زمانے میں اس قدر کثرت سے اور اتنی شکلوں سے ہو رہا ہے کہ اس کا احساس اور اس کی تمیز بھی باقی نہیں رہی ہے۔ بظاہر مسلمان نظر آتا ہے لیکن ایمان و اسلام اسکے اندر سے نکل چکا ہوتا ہے

اب دین کی محنت و قربانی جب شروع کی جاتی ہے تو ہدایت خدا کی جانب سے آنا شروع ہو جاتی ہے اب جس سطح پر دین کی محنت بڑھے گی اسی درجہ ہدایت پھیلتی چلی جائے گی۔ ہدایت ہی کی ایک سطح یہ ہے کہ مسلمان نماز پڑھنے لگے دوسرے فرائض یعنی زکوٰۃ، حج ادا کرنے لگے جیسا کہ آج کسی درجہ میں یہ ہونے لگا ہے تیسرے یہ کہ کاروبار مال کمانے اور خرچ کرنے میں احکامات کی تعمیل ہونے لگے قربانیوں کی مقدار بڑھے گی تو خدا غیر مسلموں کو بھی ہدایت دینے لگے گا۔

ہدایت کے بقدر دین زندہ ہوگا اور ہدایت محنت کے بقدر آئے گی اب جو مسلمان دین پر نہیں چل رہے بلکہ شرک و کفر عیسائیت و دہریت میں داخل ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ دین کی محنت مٹ گئی اب دین کی محنت جتنی جہاں خدا کے بندوں نے شروع کردی ہے اتنی ہی خدائے پاک نے ہدایت دینا شروع کردی ہے اور بقدر ہدایت کے دین زندہ ہونا شروع ہو گیا۔ جہاں نمازی بہت کم تھے وہاں نمازی بڑھ گئے ایسے ہی روزہ حج، زکوٰۃ کی ادائیگی میں محنت کے بقدر ہدایت نصیب ہوئی ہے۔ جہاں دینی مدارس کمزور تھے انہیں تقویت ملی، جہاں بالکل نہ تھے وہاں قائم ہوئے، دینی مدارس میں جتنی محنت و اخلاص سے تعلیم و تربیت ہونے لگی اسی کے بقدر علمائے حقانی اور داعی اسلام بن کر نکلنے لگے ہیں لیکن ہدایت ابھی اس سطح پر نہیں آسکی ہے کہ رہن سہن، کھانا پینا، کاروبار یعنی دین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈالے ہوئے نقشہ پر آسکیں ابھی ہم مسلمان اس کے محتاج ہیں کہ دین کی محنت کی سطح اتنی بلند ہو جائے کہ پوری زندگی میں اسلامی احکامات پر چلنے کی ہدایت ملے جب مسلمان اس سطح پر پہونچ جائیں گے تو غیر مسلموں کو بھی اسلام کے سمجھنے اور ماننے کی ہدایت نصیب ہوگی اب دین کی محنت کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے ایک محنت کرنے والوں کی مقدار بڑھائی جاتی رہے دوسرے جو مسلمان دین کی محنت کرنے لگیں ان کا محنت کی شکلوں میں ترقی کرنا یہ دو علیحدہ لائنیں ہیں۔ اگر تعداد کے اعتبار سے لاکھوں محنت کرنے والے بن جائیں مگر محنت کی سطح ابتدائی درجہ کی تھوڑی، تھوڑی ہو تو ہدایت بھی تھوڑی تھوڑی ہی آئے گی دین کی محنت کے لئے قربانیوں میں جس قدر اضافہ ہوگا اس کے بقدر مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ہدایت ملنے لگے گی۔

ابھی محنت جو کام ہو رہا ہے اس کی نوعیت یہ ہے کہ دنیوی مشاغل میں کچھ ہرج اور نقصان وخطرہ پڑے بغیر ضرورتاً تھوڑا وقت نکالا جاتا ہے۔ ابھی تک دین کی محنت اس سطح پر نہیں آسکی ہے کہ اس کے لئے کوئی نقصان وخطرہ برداشت کیا جائے۔ اگر اس طرح کی قربانی کوئی کر بھی رہا ہے تو ممکن ہے اس کا اوسط لاکھ میں ایک کا پڑے۔

حق تعالیٰ شانہ نے باطل کے طریقوں اور شکلوں کو پھیلنے کیلئے مال کے نقشے دیئے ہیں۔ اور حق کی راہ کے لئے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے دین کے کاموں اور عملوں کو پھیلانے کے لئے قربانیاں دلوائیں۔ اب جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے درجہ کی قربانیاں زندہ ہونگی محنت کی سطح بلند ہوگی۔ اب دین کی محنت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی محنت کی تفصیل جاننے کی ضرورت ہے۔

دین کے ہر کام کرنے والے کو محنت کے اس نقشے کو سامنے رکھ کر وہاں تک پہنچنے کی نیت کرنی چاہیئے اگر محنت کرنے والے حضورؐ کی محنت کو سامنے رکھ کر چلتے رہیں گے تو تو خدا وہاں تک پہونچا ہی دیگا۔ یہ بات خوب روشن ہے کہ سارے عرب میں مدینہ والوں کی محنت سے تبلیغ و دعوت کا کام ہوا۔ اور پورا عرب ہدایت یاب ہوا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے عرب کا رقبہ ہندوستان سے کم نہیں تھا۔ گو آبادی کے برابر نہو۔ دنیوی لائن سے کمائیوں کے جو طریقے رواج پذیر تھے وہ بھی وہاں نہ تھے نہ وہاں کوئی حکومت قائم تھی جس کے دفاتر کے ذریعہ کچھ لوگوں کو روزگار ملتا۔ اس زمانے میں حج وزیارت کیلئے بیت اللہ پر آنے والوں سے بھی بجائے کچھ آمدنی پیدا کرنے کے ان کے کھلانے پلانے ٹھیرانے کی مدارت پر کچھ خرچ کیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں حج کا شعبہ بھی کمائی کا شعبہ نہ تھا۔ مدینہ منورہ وطائف کے علاوہ کھیت و باغات بھی نہ تھے تجارتی نظام بھی مکہ وغیرہ کے علاوہ نہ تھا۔ خال خال کھجور وانار وانگور کے باغات اور چند مقامات پر چھوٹے پیمانے پر کچھ تجارت ہوتی تھی غرضکہ اسوقت پورا عرب ننگا بھوکا، پیاسا عرب تھا سب کیلئے نہ کپڑا، نہ کھانا، نہ پانی، نہ مکان حتی کہ پانی اور کھانا بھی ہر ایک کیلئے نہ تھا۔ بھوک کی شدت میں کیڑے اور سانپ بھی کھا جاتے تھے زمین پر پڑا ہوا خون بھی کیسا اور کس جگہ کا ہے بغیر تحقیق چاٹ جاتے تھے۔ اکثر آبادیاں کمائی سے خالی اور بھوک سے بھری ہوئی تھیں۔ اکثر کمائی سے خالی اور بھوک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس زمانے کے امریکہ وروس قیصر وکسریٰ، رومی ایرانی حکومتوں تک کی ہمت نہیں تھی کہ عربوں پر حکومت کر سکیں اس وقت پٹرول تھا نہ سونا حکومت کرنے کے اخراجات ہی نہیں بلکہ تمام آبادی کے کھلانے پہنانے کا زبردست مسئلہ تھا۔

صرف عرب قبائل کے حملہ آور ہونے کی روک کیلئے جزیرۃ العرب کے کناروں پر روم وایران کی حکومتیں فوجی چھاؤنیاں رکھتی تھیں اس صورت حال کے سبب عرب بھر میں کوئی نظام حکومت نہ تھا جس ملک میں نظام حکومت چلانے کی حکومتوں تک کو ہمت نہ پڑتی تھی اس ملک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دعوت اور دین کی محنت کا کام شروع فرمایا۔ مکہ، مدینہ، طائف وغیرہ جو چند مقامات تجارت وزراعت کے مراکز تھے وہ سب حضورؐ کے مقابلہ میں آئے سوائے مدینہ پاک کے دو قبیلے اوس وخزرج کے علاوہ خوشحال قبیلے تھے سب ہی نے مخالفت یا مقابلہ کیا تمام قبائل اس کے منتظر تھے کہ مکہ والے اسلام لائیں تو ہم بھی قبول کرلیں۔ مکہ والوں نے حضورؐ کی زندگی مبارک کے آخری سال تک مقابلہ کیا تو ایسے حالات میں جتنا کام ہوا تمام کا تمام مدینہ کی پاک بستی کے ان دو قبیلوں سے ہوا۔ اب جہاں بھی کوئی مسلمان اِکّا دکّا ہوتا اسے مدینہ بلا لیا جاتا۔ مدینہ ایسی بستی بن گیا تھا جہاں لوگ خاندان وبرادریاں وقبائل چھوڑ چھوڑ کے آکر بستے رہے جب اپنے قبیلہ سے نکلتے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرتے تو خاندان وقبیلہ مال وسامان ان کا چھین لیتا۔ خالی ہاتھ مدینہ پہونچتے، مدینہ والوں کو ان کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام کرنا پڑتا اب مدینہ ایسی بستی بن گئی جہاں مقامی اور بیرونی برابر ہوگئے مال ومکان وجائداد میں برابر کے شریک کرلئے گئے قبائل سے آنے والے مہاجر کچھ تو تھے ہی فقیر، کچھ کے کاروبار تجارت لوٹ گئے غرضکہ آنے والے سب ہی فقیر ومحتاج بن کر آئے ان اجڑے ہوئے محتاج وفقیر مہاجر اور ان کا ساتھ دینے والے مدینہ کے اوس وخزرج جنکو ان کی عجیب وغریب ونرالی نصرت کی بناپر انصار ہی کے نام سے قیامت تک پکارا جائیگا۔ ان دونوں مہاجر فقراء اور انصار مدینہ کو لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی دعوت ومحنت اور قربانیوں کا کام شروع فرمایا مہاجرین کو کاروبار کرنے سے نہیں روکا گیا جب تک ان کے کاروبار کی شکلیں قابو میں نہیں آسکیں مدینہ والوں نے ان کی تمام ضروریات مہیا کیں۔

اس وقت معاشی اعتبار سے مہاجر وانصار ایسی حالت کو پہنچ گئے تھے کہ کم از کم دس برس تک اپنے کاروبار جمانے اور زیادہ اخراجات مہیا کرنے کے سبب نہ کوئی دوسرا کام کر سکیں اور نہ اپنے مشغلہ کو چھوڑ کر باہر نکل سکیں تب ہی اپنے حالات کو سنبھال سکتے تھے لیکن حضورؐ نے اس غیر معمولی معاشی بحران کی پرواہ نہ فرما کر ان کو دینی کاموں سے رخصت دینے کے بجائے دعوت ودین کی اپنی پوری محنت اسی مدنی دس سال میں کی اور کرائی اور دین کی محنت کا ایسا عملی نقشہ قائم فرمایا جو قیامت تک کے آنے والوں کیلئے نمونے کا کام دیگا کہ دین کی محنت کو انسانی زندگی کے تقاضوں یعنے گھر والوں کی پرورش، تجارت وزراعت کو بار بار چھوڑ کر دین کی محنت کے عمل کو آگے بڑھایا اور صحابہ کرام رضؓ کو ایسی تربیت وتعلیم دی کہ جس وقت اللہ کے راستے میں نکلنے کو کہا جائے اور جتنوں کو اور جس وقت اور جتنی زیادہ سے زیادہ دور کیلئے کہا جائے اپنی کمائیوں کے مسائل کو چھوڑ اور قربان کرکے نکل جائیں یہاں تک کہ جنکو مغرب کے وقت کہا گیا ان کو شب میں اپنے گھر سونے نہیں دیا گیا۔ جس طرح پکا نمازی اذان کی آواز سن کر تمام کام چھوڑ کر مسجد کی جانب نماز کے لئے چل کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح مدینہ کی پاک بستی کے رہنے والے خدا کے دین کے لئے نکلنے کی آواز سن کر گھروں اور کاروبار سے نکل کھڑے ہوتے تھے ایمان کی دعوت کے لئے جب اللہ کے راستے میں نکلنے کی آواز لگتی۔ تو یہ آواز ان کے کانوں میں چاہے اس وقت پڑتی کہ بازار میں سودے خرید رہے ہوں یا دکان کھول رہے ہوتے یا خرید وفروخت کے انتہائی انہماک کے وقت یا کھیتوں کے بونے اور کاٹنے یا کھجوروں کے توڑنے کے وقت یا نکاح وشادی کی

خوشیوں میں لگے ہونے کے وقت یا نکاح کے بعد بیوی کے ساتھ پہلی شب کے وقت یا ان کی عورتوں کے بچہ پیدا ہونے کے وقت یا بیماری کی حالت میں یا گھر والوں اور رشتہ داروں کی موت کے وقت غرضکہ جس وقت جس حالت میں خدا کے راستہ میں نکلنے کی آواز سنتے اس کی ایسی مشق کر لی تھی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں جو پاس ہوا لے لیا۔ جہاں ضرورت ہوئی چلے گئے جتنے وقت کا تقاضا ہوا گذارا جہاں اور جو جان پر بیتی وہ جھیلی یہ مزاج بن گیا تھا خدا کے راستے میں نکلنے والوں کا۔

غرضکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کے دس سالہ قیام میں دعوت و جہاد کے لئے ڈیڑھ سو چھ ابتیس یا لشکر نکلے جن میں پچیس (۲۵) اسفار ایسے ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تشریف لے گئے ان نکلنے والوں میں کسی میں تیس چالیس ہزار تک نکلے کسی میں تین سو تیرہ نکلے کسی میں دس پندرہ و سات آٹھ نکلے۔ مدت کے اعتبار سے جو وقت لگا وہ بھی چار چھ ماہ سے لے کر چند دنوں تک کے بقدر لگتا رہا۔ اب حساب لگاؤ کہ باہر گذارنے میں ہر آدمی کے حصے میں کتنا وقت پڑا اور سال میں کتنے سفر کئے اگر سب کو جوڑ کر تخمینہ کرو گے تو سال میں چھ سات ماہ کا اوسط ہر آدمی کا باہر کا ہو گا اب اس نقل و حرکت کی کوشش سے جو حضرات ایمان لاتے ان سینکڑوں مقامات کے انسانوں کو دین سیکھنے کے لئے مدینہ آنے کی دعوت دی جاتی اسلامی احکامات مدینہ میں آ کر سیکھو چونکہ اسلام کی عملی زندگی عمل کے ماحول سے آئیگی اس زندگی کا ماحول صرف مدینہ منورہ میں تھا اب مدینہ والوں کو اپنے گھروں کے قیام کے زمانے میں باہر سے آنے والوں کو دین سکھانا پڑتا تھا۔ اور کھلانے پلانے اور ٹھیرانے کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ مدینہ والوں کو خود بھی علم دین سیکھنے کے لئے وقت نکالنا ہوتا تھا خصوصاً قرآن پاک جو مسلسل بذریعہ وحی حضور پر نازل ہو رہا تھا۔

مدینہ والوں سے قیام کے زمانے میں مدینہ کی مساجد کے لئے وقت مانگا جاتا تھا تاکہ ہر مسجد میں دین کے سیکھنے سکھانے کا نظام چوبیس گھنٹے کا قائم رہے اور آنے والوں کو سنبھالا جا تا رہے جو مسلسل آتے رہتے تھے مدینہ والوں نے روزانہ کی زندگی ایسی بنالی تھی کہ اگر دو آدمیوں نے شرکت میں تجارت شروع کی تو باری باری سے کوئی کسی دن کے حساب سے کوئی کسی وقت کے حساب سے مساجد میں وقت دیتے تھے مساجد میں وقت لگانے کا کچھ ایسا انتظام بنالیا تھا کوئی صبح پہونچکر دوپہر تک گذارتا بعد دوپہر اپنا کاروبار دیکھتا کوئی کاروبار صبح سے کر کے شام کو پہونچتا کوئی رات کو عشاء بعد پہونچکر تہجد میں لگا رہتا کچھ اول آدھی شب میں تہجد و تلاوت کر کے سوجاتے کچھ اول شب میں سوجاتے اور آخر شب میں اٹھکر تہجد میں مشغول ہو جاتے غرضکہ اس طرح مقامی حضرات چوبیسوں گھنٹے مساجد میں موجود ملتے تاکہ جو جس وقت مسافر باہر سے آجائے سنبھالنے والے مسجد کے عمل خانے میں مشغول و موجود ملیں جس وقت جو آتا اس وقت کے عمل میں اسے شریک کیا جاتا۔ تعلیم و تعلم ذکر و اذکار و تلاوت و تہجد غرضکہ باہر سے آنے والا اپنے کو کسی وقت خالی نہیں سمجھتا۔

اب حساب لگاؤ کہ ہر مدینہ والے کو چھ سات ماہ تو باہر لگانا پڑے۔ اور گھروں کے قیام کے زمانے میں اپنی مساجد میں وقت لگانا پڑا۔ اگر مسجدوں کی باریاں جوڑی جائیں تو وہ بھی تقریباً دو ڈھائی ماہ ہو جاتے تھے اب معاشی دیگر ضروریات کے لئے کتنا وقت بچا۔ ہر شخص کا سال کا آدھا باہر لگا سال کا چوتھائی مقامی مساجد کی ڈیوٹیوں میں خرچ ہوا۔ اب کاروبار کے اوقات سال کے چوتھائی حصہ سے زیادہ نہیں رہ سکے اور اخراجات اپنے اور بیرونیوں کے اور باہر کی نقل و حرکت کے کئی گنا زیادہ بڑھ گئے غرضکہ ہر طرف خرچ ہی خرچ تھا اور کمانے کے راستے محدود و مسدود، مدینہ میں زیادہ مقدار غرباء کی تھی ان کے نکلنے کی حالت میں ان کا سفر خرچ ان کے بال بچوں کا خرچ۔ باہر سے جو دین سیکھنے مدینہ میں آتے ان میں خوش حال مالدار حضرات کی بھی مدارات میں دعوتیں کرنا ہوتیں۔ پھر جن علاقوں میں قحط پڑ جاتا تھا وہ بھی امداد کے لئے مدینہ پاک آتے ان کی بھی امداد کرنا ہوتی غرضکہ خرچ تو ہر طرح سے بے انتہا بڑھ گیا اور کمائی کی شکلیں جو عام طور پر ہوا کرتی ہیں وہ بھی سب ٹوٹ گئیں تھیں۔ غرضکہ نتیجہ یہ ہوا کہ سفروں میں بھی اور مقام پر بھی رہتے ہوئے فاقے جھیلنے پڑے۔ سردی اور گرمی کی سخت تکالیف اٹھانی پڑیں۔ سفروں میں گرمی اور پیاس کی شدت کی بنا پر بعض اوقات آنکھوں کی روشنیاں جاتی رہیں۔ بھوک کے سبب پیٹوں پر پتھر بندھ گئے۔ بھوک کی شدتوں میں نماز ادا کرتے ہوئے جماعت میں بے ہوش ہو ہو کر گرنے لگے۔ گھروں کے بچے بھوک سے بلکنے لگے ان کے رونے کی آوازیں گھروں سے باہر سنائی دیتیں۔ پہننے کے کپڑے ستر ڈھانکنے کے بقدر نصیب نہیں ہوتے۔ حتیٰ کہ میاں بیوی دونوں کے پاس صرف ایک چادر ہوتی اس کو اوڑھ کر باری باری نماز ادا کرتے جو ننگا رہتا وہ گھر کے کسی کونے بچالے اندھیرے میں چھپتا۔ مُردوں کے کفن کے لئے ایک ایسی چادر جو سر سے پاؤں تک ڈھانپ لے میسر نہیں ہوتی سروں کو چادر سے اور پاؤں گھاس سے چھپائے جاتے غرضکہ اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر مقامی اور بیرونی تقاضوں کو چلایا۔ بچوں کو بھوکا سلا کر اندھیرے میں خالی ہاتھ و منہ چلا کر جو کچھ ہوا مہمان کو کھلا دیا جسے قیامت تک کے لئے حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں قائم فرما دیا یوثرون علی انفسکم ولو کان بھم خصاصۃ۔ جب ایمان کی دعوت کا کام کرنے والوں نے ایمان کے تقاضوں کو کمائیوں اور گھروں کے تقاضوں پر مقدم کر دیا تب حق تعالیٰ شانہٗ نے اس نقشے سے خوش ہو کر تمام عرب کے بسنے والے قبیلوں کو اسلام میں داخل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی قربانیوں کی برکت سے ان تمام انسانوں کی تربیت ہو گئی جنکے سنبھالنے کی حکومتوں کو بھی ہمت نہیں تھی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے جب سارا عرب ہدایت پا کر اسلام سے روشن اور منور ہو گیا تھا اور مدینہ کا ایک ایک گھر مال و سامان سے خالی ہو گیا اور سب فقیر ہو چکے تھے حضور کے تشریف لے جانے کے بعد حق تعالیٰ نے قیامت تک کے آنے والوں کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہدایت کا آنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے پر منحصر نہیں رکھا گیا بلکہ قیامت تک جو بھی حضور والے نقشے کو لے کر اٹھیں گے تو سارے عالم کے خاکے درست ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی سارا عرب مکہ مدینہ طائف کے علاوہ مرتد ہو گیا اس وقت خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کو گھروں میں بیٹھنے نہیں دیا۔

ایک دم سب کو باہر نکالا۔ اس غم کی حالت میں جس سے بڑا غم دنیا میں نہیں آیا حضورؐ کی مفارقت کا غم اور وہ بھوک جس میں دس سال سے تڑپ رہے تھے۔ اور اس وقت مدینہ میں تین راتیں ایسی گذریں کہ ہر وقت حملہ کا خطرہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ ایک بھی بالغ مرد مدینہ میں موجود نہ تھا۔ کئی ہزار تو جیش اسامہؓ میں ایک ماہ کی مسافت پر شام کو روانہ کئے گئے صرف سو ڈیڑھ سو جو باقی بچے تھے انہیں قرب و جوار کے مرتد قبائل کے مقابلہ کے لئے نکال دیا گیا۔ ظاہر کے اعتبار سے نکلنے کا موقعہ بالکل نہ تھا محض تعمیل امر امیر کے جذبے سے نکل گئے تب اللہ رب العزت نے اس محنت و قربانی کی پوری دنیا کو قیمت دکھائی۔ عرب بھر کا ایک بچہ بھی اسلام سے باہر نہیں رہا اور سارا عالم ہدایت یاب ہو گیا۔ فتنۂ ارتداد کے مٹانے میں صرف ایک ماہ صرف ہوا۔ اور وہ مرتد قبائل یہی نہیں کہ لوٹ آئے بلکہ ایمان کی دعوت کی محنت و قربانی پر ٹوٹ پڑے بعض، بعض قبائل کا تو ایک بچہ بھی شہادت سے نہیں بچ سکا اور بعض کا صرف ایک لڑکا باقی رہا جس کے لئے کہا گیا کہ شاید اس قبیلہ کا نشان و نسل اسی سے باقی رہ سکے۔

دراصل اسلام کی دعوت و محنت کا نقشہ یہ ہے اب جب بھی اس محنت کو جو جس درجہ میں اختیار کرے گا اس کے نتائج کی کامیابی اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ (اس[1] زمانے کے دین کا کام کرنے والے اس نقشہ کی روشنی میں اپنے کام کا جائزہ لیں۔) اب آپ خیال فرمائیں کہ اس محنت میں اور آپ کی محنت میں کتنا فرق ہے (اثرات[2] بھی اسی کے اعتبار سے ہیں) جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی محنت و قربانی کے نقشے کو سامنے رکھ کر اور اسے اصل بنا کر آگے بڑھتے رہو گے اور یہ عزم کرو گے کہ پوری پوری جان و مال لگا کر لانا ہے وہ سب کچھ اس زمانے میں بھی ہو جائے گا جو اس وقت ہوا زندگی مختصر سی ہے اس میں سے تھوڑا وقت دنیاوی ضرورتوں پر لگائیں باقی تمام پورا وقت دین کی محنت پر صرف کریں اپنے ذہن میں محنت کا وہ نقشہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بدنوں سے نکلا اور ان کے جسم و روح کے انوار اس قربانی میں بھرے ہوئے ہیں اب دین کے کام کرنے والوں میں جتنی یہ قربانی پیدا ہو گی اسی کے بقدر حق تعالیٰ کی جانب سے ہدایت اترے گی۔

یہ تصور کہ دین والوں سے پھیلے گا یہ باطل کا تصور ہے بلکہ دین کی محنت سے کمائیوں کے کھاتے میں جو نقصانات اور کمیاں آئیں گی اس قربانی سے دین پھیلے گا جب یہ قربانیاں درجہ کمال تک پہونچیں گی تو ان قوموں کو آپ کے ذریعہ ہدایت ملے گی جو آسمان پر جا رہی ہیں اور ہم غریبوں کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتیں۔

دین کے تمام کام کرنے والوں کو اپنے کام پر بے فکر اور مطمئن نہ ہوتے ہوئے ایمان و احتساب کی ضرورت ہے۔ وہ مسلمان جو زندگی کے کسی شعبہ میں اسلام کی بات سننے کو تیار نہیں ہیں وہ اسلام کے احکامات کے آگے سر جھکا دیں گے اور آپ حضرات کی قربانیوں کا صلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر کھڑے ہو کر دلوائیں گے۔ جہاں آپ نے انصار مدینہ سے ملتے اور ان کی قربانیوں کا بدلہ دلوانے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ یہ طے کر لو کہ خدا جو کچھ ان محنتوں کی قربانیوں سے دے گا وہ دوسروں کو حاصل کرنے دیں گے خود نہیں لیں گے اس طرح سے کرنے والوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی جھلک پائی جائے گی چونکہ آپ قربانیوں کے وقت صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھے اور جب قیصر و کسریٰ کے خزانے اور دنیا کی نعمتیں ملنے کا وقت آیا تو آپ تشریف لے جا چکے تھے۔

جب بادشاہوں کے محلات رہنے کو اور باغات سیر و تفریح کے لئے اور ان کی بیٹیاں شادیاں کرنے کو ملیں تو اس عیش و راحت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے شریک نہ تھے۔" فقط

[1] از مرتب
[2] از مرتب۔

(اُمّت پنا)

مسلمانوں کو اُمّت بننے کی دعوت

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال سے تین دن پہلے یعنی ۲۶ ذیقعدہ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۶۵ء منگل کے دن، بعد نماز فجر، رائیونڈ (ضلع لاہور) میں ایک اہم تقریر فرمائی تھی۔ یہ آپ کی زندگی کی ایک اہم آخری تقریر تھی۔

"دیکھو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ساری رات مجھے نیند نہیں آئی اس کے باوجود ضروری سمجھ کے بول رہا ہوں، جو سمجھ کے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے چمکائے گا، ورنہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔"

یہ اُمت بڑی مشقت سے بنی ہے۔ اس کو اُمت بنانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں اور ان کے دشمن یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں کہ مسلمان ایک اُمت نہ رہیں بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں، اب مسلمان اپنا اُمت پنا (یعنی اُمت ہونے کی صفت) کھو چکے ہیں۔ جب تک یہ اُمت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے۔ ایک پکا مکان نہیں تھا، مسجد تک پکی نہیں تھی۔ مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا، مسجد نبویؐ میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا ہے۔ سب سے پہلا چراغ جلانے والے تمیم داریؓ ہیں وہ ۹ھ میں اسلام لائے ہیں اور ۹ھ تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ مختلف قومیں، مختلف زبانیں، مختلف قبیلے ایک اُمت بن چکے تھے تو جب یہ سب کچھ ہو گیا۔ اس وقت مسجد نبویؐ میں چراغ جلا، لیکن حضور جو نورِ ہدایت لے کر تشریف لائے تھے وہ پورے عرب میں بلکہ اس کے باہر بھی پھیل چکا تھا اور اُمت بن چکی تھی۔ پھر یہ اُمت دنیا میں اٹھی۔ جدھر کو نکلی مُلک کے مُلک پیروں میں گرے۔ یہ اُمت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا۔ مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسولؐ کیا فرماتے ہیں۔ اُمت جب ہی بنتی ہے جب اللہ اور رسولؐ کے حکم کے مقابلے

میں سارے رشتے اور تعلقات کٹ جائیں۔ جب مسلمان ایک اُمت تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری اُمت [illegible] اب ہزاروں لاکھوں گلے کٹتے ہیں اور کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔

اُمت کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ سیکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جُڑ کر اُمت بنتی ہے۔ جو کسی ایک قوم اور ایک علاقے کو اپنا سمجھتا ہے اور دوسروں کو غیر سمجھتا ہے وہ اُمت کو ذبح کرتا ہے۔ اور اُس کے ٹکڑے کرتا ہے اور حضورؐ اور صحابہؓ کی محنتوں پر پانی پھیرتا ہے۔ اُمت کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی اُمت کو کاٹا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر اُمت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر اُن کا بال بیکا نہیں کر سکیں گی۔ ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے، لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم اُمت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا سکیں گی۔

مسلمان ساری دنیا میں اس لئے پٹ رہا اور مر رہا ہے کہ اُس نے اُمت پنے کو ختم کر کے حضورؐ کی قربانی پر پانی پھیر دیا ہے۔ میں یہ دل کے غم کی باتیں کہہ رہا ہوں۔ ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ اُمت اُمت نہ رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ اُمت کیا ہے اور حضورؐ نے کس طرح اُمت بنائی تھی؟

اُمت ہونے کے لئے اور مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو، ذکر ہو، مدرسہ ہو، مدرسہ کی تعلیم ہو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ایسا ذاکر تھا کہ جب اس کو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اُس نے کہا سب کچھ کر لو، لیکن میری زبان مت کاٹو تاکہ زندگی کے آخری سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں۔ اس کے باوجود حضورؐ نے فرمایا کہ علیؓ کا قاتل میری اُمت کا سب سے زیادہ شقی اور بدبخت ترین آدمی ہوگا اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی۔ حالاں کہ اُنہوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا۔ تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل اور فیضی میں تھیں وہ اُمت بننے کے لئے اور خدا کی غیبی نصرت کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں؟

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے۔ وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنا لیا تو وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات آ گئی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ ان کی بات یہاں کیوں چلے۔ اُنہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی۔ ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیئے گئے۔ اور اس طرح خود مسلمانوں نے، علاقائی بنیاد پر اُمت پنے کو توڑ دیا۔ اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا۔ یہ خدا کا عذاب تھا۔

یاد رکھو میری قوم اور میرا علاقہ اور میری برادری یہ سب اُمت کو توڑنے والی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ جیسے بڑے صحابی سے اس بارے میں جو غلطی ہوئی (جو اگر دب نہ گئی ہوتی تو اس کے نتیجے میں انصار اور مہاجرین میں تفریق ہو جاتی) اس کا نتیجہ حضرت سعدؓ کو دنیا ہی میں بھگتنا پڑا۔ روایات میں یہ ہے کہ ان کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینہ میں یہ آواز سنائی دی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔[1]

[1] قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ ؂ ورمیناہ بسہم فلم یخط فوادہ

اس واقعہ نے ثابت کر دیا اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا آدمی بھی اگر قومیت یا علاقے کی بنیاد پر اُمت پنے کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا۔

اُمت جب بنے گی جب اُمت کے سب طبقے بلا تفریق اُس کام میں لگ جائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دے کے گئے ہیں اور یاد رکھو اُمت پنے کو توڑنے والی چیزیں معاشرت اور معاملات کی خرابیاں۔ ایک فرد یا طبقہ جب دوسرے کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اس کو نہیں دیتا یا اس کو تکلیف دیتا ہے یا اس کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور اُمت پنا ٹوٹتا ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے اُمت نہیں بنے گی۔ اُمت معاملات اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی، جب دوسروں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اور اپنے پر تکلیفیں جھیل کے اس اُمت کو اُمت بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے آئے۔ ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا۔ اُس وقت اُمت بنی ہوئی تھی۔ یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی قبیلے یا ایک ہی طبقے کے نہ تھے بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے وہ لوگ تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے، اُنہوں نے مشورے سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح پر ہو کہ سب سے زیادہ حضورؐ کے قبیلے والوں کو دیا جائے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے قبیلے والوں کو، پھر حضرت عمرؓ کے قبیلے والوں کو۔ اس طرح حضرت عمرؓ کے اقارب تیسرے نمبر پر آتے۔ جب یہ بات حضرت عمرؓ کے سامنے رکھی گئی تو آپ نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اس اُمت کو جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور آپؐ کے صدقہ میں مل رہا ہے، اس لئے بس حضورؐ کے تعلق کو ہی معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ کے زیادہ قریب ہوں ان کو زیادہ دیا جائے جو دوم، سوم، چہارم نمبر ہوں ان کو اسی نمبر پر رکھا جائے۔ اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے۔ اس کے بعد بنی عبد مناف کو، پھر قصیٰ کی اولاد کو، پھر کلاب

[1] ہم نے قبیلۂ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے اس کو تیر کا نشانہ بنایا جو ٹھیک اس کے دل پر لگا۔

کو پھر کعب کو، پھر مرہ کی اولاد کو۔ اس حساب سے حضرت عمرؓ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا، مگر حضرت عمرؓ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلے کو اتنے پیچھے ڈال دیا۔ اس طرح بنی تھی یہ اُمّت۔

اُمّت بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ ہو پھوٹ نہ پڑے۔ حضورؐ کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا جس نے دنیا میں نماز، روزہ، حج، تبلیغ، سب کچھ کیا ہوگا، مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا۔ کیوں کہ اس کی کسی بات نے اُمّت میں تفریق ڈالی ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا پہلے اپنے اس ایک لفظ کی سزا بھگت لے، جس کی وجہ سے اُمّت کو نقصان پہنچا۔ اور ایک دوسرا آدمی ہوگا جس کے پاس نماز، روزہ، حج وغیرہ کی بہت کمی ہوگی اور وہ خدا کے عذاب سے بہت ڈرتا ہوگا، مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا۔ وہ خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے۔ اس کو بتایا جائے گا کہ تُو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے اُمّت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رک گیا اور بجائے توڑ کے جوڑ پیدا ہو گیا۔ یہ سب تیرے اسی لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔

اُمّت کے بنانے اور بگاڑنے، توڑنے اور جوڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے۔ یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے۔ زبان سے ایک بات غلط اور فساد کی نکل جاتی ہے اور اس پر لاٹھی چل جاتی ہے اور پورا فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے اور پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ زبانوں پر تالا لگو ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ بندہ ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ خدا ہر وقت اور ہر جگہ اس کے ساتھ ہے۔ اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے۔

مدینہ میں انصار کے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج۔ ان میں پشتوں سے عداوت اور لڑائی چلی آ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے اور انصار کو اسلام کی توفیق ملی تو حضورؐ کی اور اسلام کی برکت سے ان کی پشتوں کی لڑائیاں ختم ہو گئیں اور اوس و خزرج شیر و شکر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر یہودیوں نے اسکیم بنائی کہ کس طرح ان کو پھر سے لڑایا جائے۔ ایک مجلس میں جس میں قبیلوں کے آدمی موجود تھے، ایک سازشی آدمی نے ان کی پرانی لڑائیوں سے متعلق کچھ شعر پڑھ کے اشتعال پیدا کر دیا۔ پہلے تو زبانیں ایک دوسرے کے خلاف چلیں پھر دونوں طرف سے ہتھیار نکل آئے۔ حضورؐ سے کسی نے جا کر کہا۔ آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کرو گے۔ آپؐ نے بہت مختصر مگر درد سے بھرا ہوا خطبہ دیا۔ دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا۔ دونوں روئے اور گلے ملے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ۔ الخ

"اے مسلمانو! خدا سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے اور مرتے دم تک پورے پورے مسلم اور خدا کے فرماں بردار بندے بنے رہو۔" جب آدمی ہر وقت خدا کا خیال رکھے گا، اس کے قہر و عذاب سے ڈرتا رہے گا اور ہر دم اس کی تابعداری کرے گا تو شیطان بھی اسے نہیں بہکا سکے گا اور اُمّت پھوٹ سے اور ساری خرابیوں سے محفوظ رہے گی۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا۔ " اور اللہ کی رسی کو یعنی اس کی کتاب پاک اور اس کے دین کو سب مل کر مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو یعنی پوری اجتماعیت کے ساتھ اور اُمّت پنے کی صفت کے ساتھ سب مل جل کر دین کی رسی کو تھامے رہو اور اس میں لگے رہو اور قوم کی بنیاد پر یا علاقے کی بنیاد پر یا کسی اور بنیاد پر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ کے اس احسان کو نہ بھولو کہ اس نے تمہارے دلوں کی وہ عداوت اور دشمنی ختم کر کے جو پشتوں سے تم میں چلی آ رہی تھی، تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور تمہیں باہم بھائی بھائی بنا دیا اور تم آپس میں لڑتے وقت دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، بس گرنے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تھام لیا اور دوزخ سے بچا لیا۔

شیطان تمہارے ساتھ ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جس کا موضوع ہی بھلائی اور نیکی کی طرف بلانا اور ہر برائی اور ہر فساد سے روکنا ہو۔ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اُمّت میں ایک گروہ وہ ہو جس کا کام اور موضوع ہی یہ ہو کہ وہ دین کی طرف اور ہر قسم کے خیر کی طرف بلائے۔ ایمان کے لئے اور خیر اور نیکی کے راستے پر چلنے کے لئے محنت کرتا رہے۔ نمازوں پر محنت کرے ذکر پر محنت کرے۔ برائیوں اور معصیتوں سے بچانے کے لئے محنت کرے اور ان محنتوں کی وجہ سے اُمّت ایک ہی اُمّت بنی رہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ " جو لوگ ان ہدایتوں کے بعد بھی شیطان کی پیروی کر کے اور الگ الگ راہوں پر چل کے اختلاف پیدا کریں گے اور اُمّت کے اُمّت پنے کو توڑیں گے تو ان پر خدا کی سخت مار پڑے گی۔ (اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ)

دین کی ساری چیزیں تعلیم اور جوڑنے والی اور جوڑنے کے لئے ہیں۔ نماز میں جوڑ ہے، روزہ میں جوڑ ہے، حج میں، قوموں اور ملکوں اور مختلف زبانوں کا جوڑ ہے۔ تعلیم کے حلقے جوڑنے والے ہیں۔ مسلمانوں کا اکرام اور باہم محبت اور تحفہ تحائف کا لین دین یہ سب جوڑنے والی اور جنت میں لے جانے والی چیزیں ہیں، اور قیامت میں ان اعمال کے لئے محنتیں کرنے والوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے برخلاف باہم بغض و حسد، غیبت، چغل خوری، توہین و تحقیر اور دل آزاری یہ سب پھوٹ ڈالنے والے اور توڑنے والے اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال ہیں اور ان اعمال والے آخرت میں روسیاہ ہوں گے۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ " جنہوں نے پھوٹ ڈال کے اور

پھوٹ والے اعمال کرکے اُمّت کو توڑا ہوگا، وہ قیامت کے دن قبروں سے کالے منہ اٹھیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ تم نے ایمان و اسلام کے بعد کفر والوں کا طریقہ اختیار کیا، اب تم یہاں دوزخ کا عذاب چکھو اور جو ٹھیک راستے پر چلتے رہے ہوں گے، اُن کا چہرہ نورانی اور چمکتا ہوا ہوگا اور وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں اور جنت میں رہیں گے۔

میرے بھائیو دوستو! یہ سب آیتیں اُس وقت اُتری تھیں، جب یہود نے انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اور اُن کے دو قبیلوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا تھا۔ ان آیتوں میں مسلمانوں کی باہمی پھوٹ اور لڑائی کو کفر کی بات کہا گیا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ آج ساری دنیا میں اُمّت پنا توڑنے کی محنت چل رہی ہے۔ اِس کا علاج اور توڑ یہی ہے کہ تم اپنے کو حضورؐ والی محنت میں لگادو، مسلمانوں کو مسجدوں میں لاؤ۔ وہاں ایمان کی باتیں ہوں، تعلیم اور ذکر کے حلقے ہوں، دین کی محنت کے مشورے ہوں، مختلف طبقوں کے اور مختلف برادریوں کے اور زبانوں والے لوگ مسجدِ نبویؐ کے طریقے پر ان کاموں میں جڑیں، تب اُمّت پنا آئے گا۔ ان باتوں سے بچیں، جن سے شیطان کو پھوٹ ڈالنے کا موقع ملے۔ جب تین بیٹھیں تو اس کا خیال رکھیں کہ چوتھا ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ چار پانچ بیٹھیں تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ پانچواں یا چھٹا اللہ ہمارے ساتھ ہی موجود ہے اور وہ ہماری ہر بات سُن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ ہم اُمّت بنانے کی بات کر رہے ہیں یا اُمّت پنا توڑنے کی۔ ہم کسی کی غیبت یا چغلخوری تو نہیں کر رہے، کسی کے خلاف سازش تو نہیں کر رہے۔ یہ اُمّت حضورؐ کے خون اور فاقوں سے بنی تھی۔ اب ہم اپنی معمولی معمولی باتوں پر اُمّت کو توڑ رہے ہیں۔ یاد رکھو! نماز جمعہ چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ نہیں ہوگی جتنی اُمّت کے توڑنے پر ہوگی۔ اگر مسلمانوں میں اُمّت پنا آ جائے تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے۔ رُوس اور امریکہ کی طاقتیں بھی اُن کے سامنے جھکیں گی اور اُمّت پنا جب آئے گا جب "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" پر مسلمانوں کا عمل ہو۔ یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلے میں چھوٹا بننے اور ذلّت و تواضع اختیار کرنے کو اپنائے۔ تبلیغ میں اسی کی مشق کرنی ہے۔ جب مسلمانوں میں "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" والی صفت آجائے گی تو وہ دنیا میں "اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" یعنی کافروں کے مقابلے میں زبردست اور غالب ضرور ہوں گے۔ چاہے وہ کافر یورپ کے ہوں یا ایشیا کے۔

میرے بھائیو دوستو! اللہ اور رسولؐ نے ان باتوں سے شدّت اور سختی سے منع فرمایا ہے جن سے دلوں میں فرق پڑے اور پھوٹ کا خطرہ بھی ہو۔ دو دو چار چار الگ کانا پھوسی کریں۔ اس سے شیطان دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے۔ اِس سے منع فرمایا گیا اور اس کو شیطانی کام بتایا گیا۔ "اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ" اسی طرح تحقیر اور استہزاء اور تمسخر سے منع فرمایا گیا۔ "لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ" اس سے بھی منع فرمایا گیا ہے کہ دوسرے کی کوئی برائی جو معلوم نہ ہو، اس کو تجسس کرکے معلوم کیا جائے اور جو برائی کسی کو معلوم ہو گئی ہو، اُس کو دوسروں کے سامنے ذکر کرنے سے منع فرمایا گیا اور غیبت کو حرام کیا گیا۔ غیبت اس کا نام ہے کہ جو واقعی برائی کسی کی معلوم ہو، اُس کا ذکر کسی سے کیا جائے۔ "وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا" یہ تحقیر اور تمسخر اور تجسس اور غیبت سب وہ چیزیں ہیں جو آپس میں تفرقہ پیدا کرکے اُمّت پنے کو توڑتی ہیں، ان سب کو حرام قرار دیا گیا اور ایک دوسرے کا اکرام و احترام کرنا جس سے اُمّت جڑتی بنتی ہے۔ اس کی تاکید فرمائی گئی اور دوسروں سے اپنا اکرام چاہنے سے منع کیا گیا۔ کیوں کہ اس سے اُمّت بنتی نہیں بگڑتی ہے۔ اُمّت جب بنے گی جب ہر آدمی یہ طے کرے کہ میں عزّت کے قابل نہیں ہوں، اس لئے مجھے عزّت لینی نہیں بلکہ دوسروں کی عزّت کرنی ہے۔ اور دوسرے سب لوگ اس قابل ہیں کہ میں ان کی عزّت کروں، ان کا اکرام کروں۔

اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو اُمّت بنے گی اور اُمّت بنے گی تو عزّت ملے گی۔ عزّت اور ذلّت روس اور امریکہ تک کے قبضوں میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور اُس کے یہاں اصول اور ضابطہ ہے۔ جو شخص یا قوم، خاندان، طبقہ چمکانے والے اصول اور اعمال لائے گا اس کو چمکا دیں گے جو مٹنے والے کام کرے گا اس کو مٹا دیں گے۔ یہود نبیوں کی اولاد ہیں۔ اصول توڑے تو اللہ نے ٹھوکر مار کے ان کو توڑ دیا۔ صحابۂ کرامؓ بُت پرستوں کی اولاد تھے، اُنہوں نے چمکانے والے اصول اختیار کئے تو اللہ نے ان کو چمکا دیا۔ اللہ کی رشتہ داری کسی سے نہیں۔ اس کے ہاں اصول اور ضابطہ ہے۔

دوستو! اپنے کو اس محنت پر جھونک دو کہ حضورؐ کی اُمّت میں اُمّت پنا آجائے۔ اس میں ایمان و یقین آجائے۔ یہ ذکر و تسبیح اور تعلیم والی، خدا کے سامنے جھکنے والی، خدمت کرنے والی، برداشت کرنے والی، دوسروں کا اعزاز و اکرام کرنے والی اُمّت بن جائے۔ نجویٰ نہ کرنے والی، اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کی تحقیر اور تمسخر اور تجسّس و غیبت نہ کرنے والی اُمّت بن جائے۔ اگر کسی ایک علاقے میں بھی یہ محنت اس طرح ہونے لگے جس طرح ہونی چاہیے تو ساری دنیا میں بات چل پڑے۔

اب اس کا اہتمام کرو کہ مختلف قوموں، علاقوں اور طبقوں اور مختلف زبان والوں کو جوڑ جوڑ کر جماعتوں میں بھیجو اور اُصول کی پابندی کراؤ۔ پھر ان شاء اللہ اُمّت بننے والا کام ہوگا اور شیطان اور نفس خدا نے چاہا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے دیہات میں محنت کرنے اور فضا بنانے پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا اور حسبِ معمول دُعا پر تقریر ختم ہوئی۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

اپنی لائبریری میں خوبصورت اضافہ کریں گے۔

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں۔ (مدیر)

عمدۃ الذخائر ترجمہ کتاب الکبائر

مصنف : الامام شمس الدین ابی عبداللہ الشافعیؒ
مترجم : مولانا حکیم محمد نواز
ہدیہ : ۲۵/- روپے
ملنے کا پتہ : جمیل بکڈپو بلاک ۱ سرگودھا

حضرت الامام الحافظ المحدث الناقد المورخ شمس الدین ابن عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۷۴۸ھ) اپنے دور کے نامور علماء میں سے تھے اور ان کے نام سے قبل جو القاب ان کے نام کا گویا حصہ بن چکے ہیں ان سے ان کی علمی عظمت و جلالت کا اندازہ ہوتا ہے کیونکہ دورِ حاضر کی طرح ہر کس و ناکس کو اس قسم کے القابات کے کوئی یاد نہیں کرتا تھا جن لوگوں میں اس قسم کی صلاحیتیں ہوتی تھیں وہی ان ناموں سے یاد کئے جاتے تھے۔

موصوف نے کتاب الکبائر کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس میں کبائر کی معرفت ان کے برے انجام اور ان سے نجات و خلاصی کا بڑا وافر سامان موجود ہے۔

قارئین جانتے ہیں کہ صغیرہ گناہ تو عبادات و حسنات سے معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن و سنت سے ثابت ہے لیکن کبیرہ گناہوں سے توبہ بڑی ضروری ہے ورنہ انجام و نتائج پریشان کن بھی ہو سکتے ہیں لیکن آج بدقسمتی سے ملّت کا ایک بڑا حصہ اس قسم کے گناہوں کا شکار ہے اور ان کے انجام پر اس کی نظر نہیں جاتی حالانکہ قرآن مجید نے مختلف انداز سے ان کے بُرے نتائج سے ڈرایا۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ و اصحابہ وسلم نے اس قسم کی چیزیں کھول کھول کر بیان فرما دیں۔ تاکہ ملّت ان سے بچ سکے — اکابر اولیاء کرام، صلحاءِ امّت اور اہل علم نے اپنے اپنے دور میں مختلف انداز سے اس عنوان پر تفصیلی اور اجمالی گفتگو کی۔ عربی لٹریچر میں یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے جسے حضرت العلام ابوحنیفہ ہند، مفتی اعظم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عزیز شاگرد مولانا حکیم محمد نواز ملتانی ثم سرگودھوی نے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ حکیم صاحب محترم کو سفر حرمین شریفین کے دوران ایک سعید فطرت بزرگ نے مکہ معظمہ میں اس کے ترجمہ کی طرف توجہ دلائی۔ جسے موصوف نے کمال سعادت مندی سے قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ اس میں کامیاب ہو گئے۔ ترجمہ میں سلاست روانی اور نکھار کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے ۴۳۶ صفحات کی اس کتاب میں ایک کالم میں عربی ہے تو دوسرے میں اردو ترجمہ! ۷۰ عنوانات کے تحت کبیرہ گناہوں پر مفصل گفتگو کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ مناسبت سے حکایات بھی شامل کی گئی ہیں جن سے مقصد گناہوں سے نفرت دلانا اور دلوں میں خوفِ الٰہی پیدا کرنا ہے۔

ہمارے خیال میں یہ کتاب بڑی مؤثر ہے۔ علماء و خطباء کے علاوہ عوام بھی اس سے برابر استفادہ کر سکتے ہیں۔ جمیل بک ڈپو بلاک ۱ سرگودھا نے تبلیغی نقطہ نظر سے یہ کتاب شائع کی ہے اور قیمت بہت ہی معقول اور واجبی ہے۔ امید ہے کہ اہل ذوق فوری حاصل کر کے

(باقی ۲۵ پر)

انجمن خدام الدین لاہور کی نئی پیشکش

حضرت لاہوری کا

عالمی شہرت یافتہ ترجمہ و تفسیر

قسم اوّل کا

قرآن عزیز

اب

پاروں کی شکل میں بھی دستیاب ہے

خوبصورت ڈائی دار جلدیں	۳۰	تیس پارے الگ الگ	ہدیہ ۲۰۰ دوصد روپے

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ کے سربراہ جناب عبد الحمید خاں

کے قلم سے

امام الاولیاء حضرت لاہوری کی حیات طیبہ پر ایک مکمل تالیف

مرد مومن

کا مطالعہ کیجیے

قیمت تیرہ روپے پچاس پیسے ۔ ڈاک خرچ دو روپے فی نسخہ

براہ راست طلب فرمائیے !

ناظم تالیفات واشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور